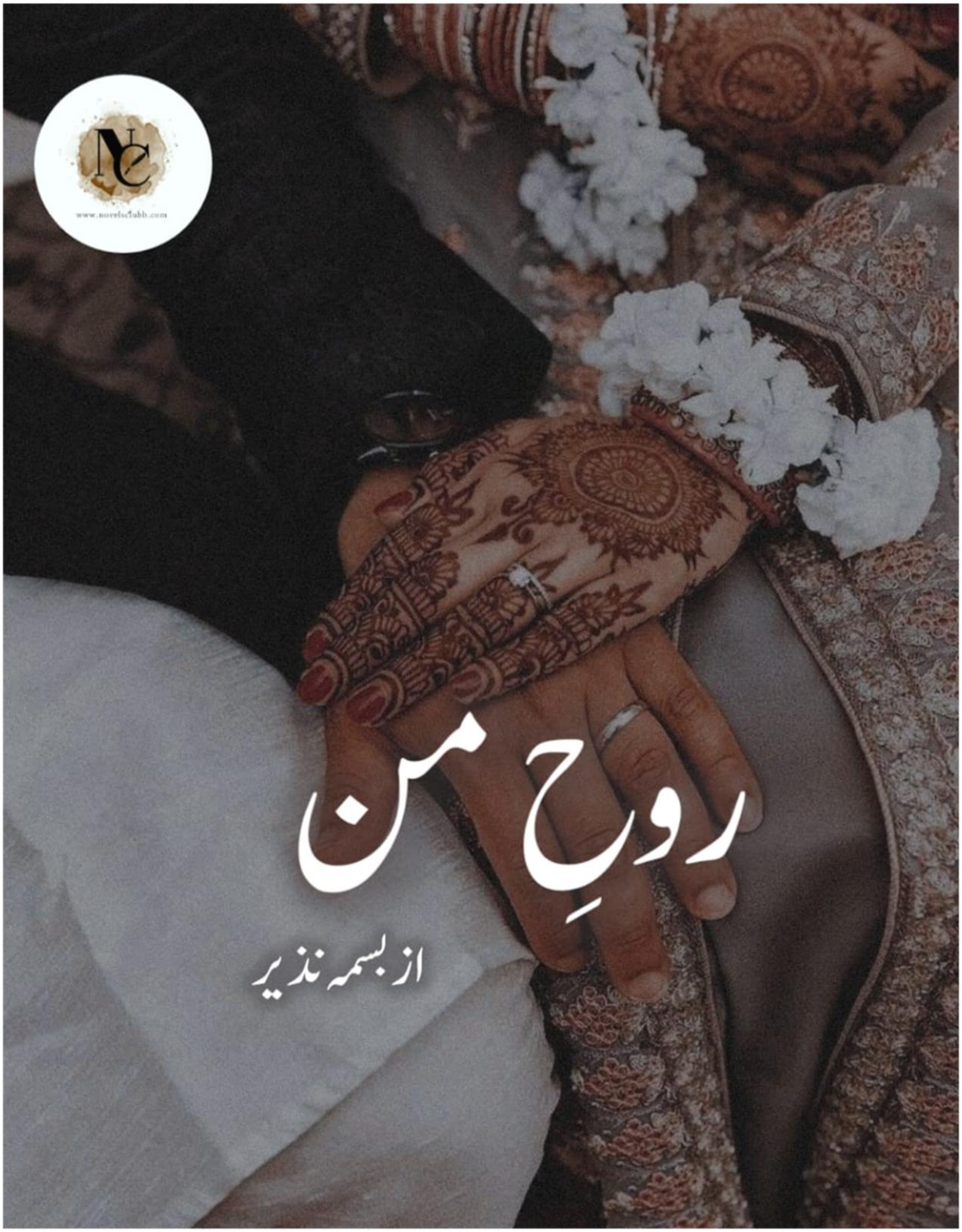
www.novelsclubb.com
روحِ من
از بسمہ نذیر

السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

روحِ من

از بسمہ نذیر

پوری کلاس لیکچر کی طرف متوجہ تھی جبکہ گل رخ صاحبہ بینچ پے سر رکھے محو استراحت فرما رہی تھی۔

رمضان شروع ہوئے آج تیسرا دن تھا لیکن یونیورسٹی والوں نے تو شاید سٹوڈنٹس سے کسی جنم کا بدلہ لینے کی ٹھان لی تھی۔ چھٹیوں کے شیدائی لوگوں نے تو بڑے احتجاج کیے مگر یونیورسٹی انتظامیہ کے کان پر جوں تک نہ رینگی اور اب سارے طلباء کلاس میں سڑتے ہوئے (گرمی اور لیکچر کی وجہ سے) کلاس کے ختم ہونے کا انتظار کر رہے تھے۔

ہائے ئے ئے مظلوم طلباء۔

www.novelsclubb.com

بظاہر تو ہر کوئی سر فیصل کو ہی تک رہا تھا مگر اپنے خیالوں میں سب ہی افطاری کے دستر خوان پر بیٹھا ٹھنڈے ٹھار پانی اور روح افزا سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔

باقی کسی میں تو اتنی ہمت نہ تھی کہ سر فیصل جیسے خرانٹ اور اکھڑ مزاج انسان کی کلاس میں اونگھ بھی لیتا اسی لیے نہ چار وہ آنکھیں پھاڑے بورڈ کی طرف دیکھ رہے تھے جہاں پر سر پھر کوئی عجوبہ بنانے اور ساتھ ہی نان سٹاپ بولنے میں مصروف تھے۔

بھئی ہمت تھی تو صرف ہماری گل رخ صاحبہ میں جو اس بات سے بخوبی واقف تھی کہ جاگنے کے بعد اچھا خاصہ عزت کا فالودہ بننا ہے۔ مگر ادھر پرواہ کسے تھی۔ ہونہہ۔

ویسے وہ شعر تو سنا ہی ہوگا آپ سب نے کہ

"گرتے ہیں شہسوار میدانِ جنگ میں"

www.novelsclubb.com

تو جی گل رخ میڈم نے بھی اپنی زندگی کا یہی موٹو بنایا تھا۔ بھلے سے کچھ ہو یا نہ ہو مگر ہر میدان میں گرنا۔۔۔ اوہ میرا مطلب کو دنا ضرور ہے۔

اللہ اللہ کر کے کلاس اپنے اختتام کو پہنچی اور سر نے سب کی حاضری لینا شروع کی۔ان کی عادت تھی کہ وہ ہمشہ آخر میں ہی حاضری لیا کرتے تھے۔

سر اروبہ کا نام لینے کے بعد گل رخ کا نام لینے والے تھے جب سرعت سے اروبہ نے اپنے بائیں جانب سوتی گل رخ کو چٹکی کاٹی جس سے وہ ہڑبڑا کر اٹھی اور اپنی بڑی بڑی آنکھیں بہ مشکل کھولتی جلدی سے "پریزنٹ سر" کا نعرہ لگایا۔

سر فیصل نے اپنے گول چشموں کے نیچے سے اسے گھورا اور پھر ہنکارا بھر کر گویا ہوئے۔

"مس گل رخ کیا بات ہے سحری میں چائے کہ جگہ افہیم تو نہیں پی لی تھی کہیں؟" طنز بھرا لہجہ۔

www.novelsclubb.com

تمام کلاس دبی آواز میں کھی کھی کرنے لگی مگر پھر فوراً ہی سر کے ڈپٹنے پر چپ کر گئی جبکہ گل رخ نے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے جواب دیا

"سر روزے میں غصہ کرنا منع ہے۔آپ کا روزہ خراب ہو جائے گا" اور پھر ڈھیٹوں کی طرح مسکرانے لگی۔

سر فیصل نے آج بس گھوری پر ہی اکتفا کیا اور پھر اپنی فائلز سنبھالتے باہر کی طرف قدم بڑھا دیے کیونکہ وہ اپنا روزہ اور دماغ اس باتونی لڑکی پر ضائع نہیں کرنا چاہتے تھے۔اور ویسے بھی کلاس کی ٹاپر ہونے کی وجہ سے اسے اکثر رعایت مل جایا کرتی تھی جسکا گل میڈم بھرپور فائدہ اٹھاتی۔

گھنٹے بعد وہ یونیورسٹی کی پارکنگ میں کھڑی حسن کا انتظار کر رہی تھی جو پتہ نہیں کہاں مر کھپ گیا تھا۔ایک تو روزہ اوپر سے جون کی گرمی نے برا حال کر رکھا تھا۔وہ بینچوں کے پاس شیڈ تلے کھڑی ایک ہاتھ میں رجسٹر پکڑے دوسرے ہاتھ سے پلاسٹک کا پنکھا چلا رہا تھی۔لان کے ہلکے گلابی سوٹ میں سر پر دوپٹہ لیے اسکی رنگت بھی گرمی کی وجہ گلابی پڑ گئی تھی۔

اچانک ہی اسے پھر سے احساس ہوا جیسے کوئی اسے گھور رہا ہے۔ گل نے ادھر اُدھر دیکھا مگر کوئی نظر نہ آیا۔ پارکنگ میں اکا دکا لوگ ہی موجود تھے جو جلدی جلدی اپنی سواریوں کی طرف بڑھ رہے تھے۔

نہ جانے کیوں کچھ دنوں سے اسے ایک عجیب احساس نے گھیر رکھا تھا کہ وہ کسی کی نظروں کے حصار میں ہے مگر یہ صرف احساس ہی تھا کیونکہ اب تک کوئی سامنے نہیں آیا تھا۔

"ہائے اور با کہیں کوئی جن ون تو عاشق نہیں ہو گیا مجھ پے۔ آخر کو اتنی حسین و جمیل بھی تو ہوں ناں۔ (گل میڈم کی خوش فہمیاں)

ویسے بھی دادی کہتی ہیں گرمی کی دوپہر میں باہر نہیں نکلنا چاہیے۔ بیڑا غرق ہو ان یونیورسٹی والوں کا ہائے ئے اب کیا ہو گا"۔

www.novelsclubb.com

وہ دل ہی دل میں خود سے مخاطب تھی جب دفعتاً ایک بائیک جھٹکے سے اسکے سامنے آ کے رکی۔ گل رخ ہلکی سی چیخ کے ساتھ پیچھے ہوئی مگر پھر سامنے حسن کو دیکھ کر غصے میں ایک دو ہاتھ اسکی کمر پر جڑ دیے۔

"گدھے انسان۔۔۔۔جان نکال دی میری" گل اپنے زور سے دھڑکتے دل پر قابو پاتے ہوئے بھڑکی۔

"احساس نہیں ہے بہن بچاری کب سے گرمی میں کھڑی انتظار کر رہی ہے۔۔۔۔۔کہاں رہ گئے تھے؟؟ کمر پر دونوں بازو ٹکائے وہ لڑاکا عورتوں کی طرح اپنے سے دو سال چھوٹے حسن کو گھور رہی تھی جو بائیک کے شیشے میں اپنے بال سیٹ کر رہا تھا جیسے اس سے زیادہ ضروری تو کوئی کام ہی نہیں۔فرصت سے اپنے بال ٹھیک کرنے کے بعد وہ گل کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا۔

"اچھا پھولن دیوی یہ محاذ بعد میں کھول لینا۔ابھی بیٹھو چلو۔ایویں میرا رنگ خراب کرنے پر تلی ہوئی ہو"۔

www.novelsclubb.com

حسن کے جواب پر گل نے عجیب سا منہ بنایا اور پھر اپنا دوپٹہ ٹھیک کرتے ہوئے جھٹ سے بائیک پر بیٹھ گئی مگر رجسٹر سے مارنا نہ بھولی۔

"آہ بد تمیز لڑکی۔۔۔۔ایک تو روزے میں لینے آیا ہوں اوپر سے مار بھی رہی ہو۔احسان مانو میرا ورنہ باقی گھر والے تو تمھیں بھولے اپنے کمروں میں اے۔ سی لگا کے آرام فرما رہے تھے۔عزت کرواپنے اکلوتے بھائی کی ورنہ یہیں پھینک دوں گا" حسن نے ایک ہی سانس میں اپنی بات مکمل کی۔

اور پھر اسی طرح ایک دوسرے پر الفاظ کی بمباری کرتے وہ آدھے گھنٹے میں گھر پہنچ گئے۔ جہاں تو گویا ہُو کا عالم تھا۔

دو منزلہ حویلی کے طرز پر بنا" جہان منزل "آج بھی تیس سال پہلے کی طرح شاندار تھا۔ وجہ اس میں مقیم زندہ دل مکین تھے جو اپنے اس گھر سے بے پناہ پیار کرتے تھے۔ جس کے درودیوار تک کی دیکھ بھال کرنا انہوں نے اپنا فرض سمجھ رکھا تھا۔آخر کرتے بھی کیوں نہ جہان منزل ان کے باپ دادا کی آبائی حویلی تھی۔

آہنی گیٹ سے داخل ہونے کے بعد سامنے ایک بڑا سارا لان آتا جسکے بائیں جانب زرا پیچھے کی طرف پورچ سا بنا تھا جہاں پر گاڑی اور بائیک وغیرہ کھڑی کی جاتی۔لان کی ہری گھاس

اس وقت چلچلاتی دھوپ میں مرجھائی سی معلوم ہو رہی تھی۔ایک طرف کو بڑا سا جھولا پڑا تھا جس پر ہمیشہ گل رخ نے ہی قبضہ جمایا ہوتا۔مگر فلحال وہ اندر داخل ہوتے ہی اپنے کمرے کی طرف بھاگی تھی جو کہ بالائی منزل پر تھا۔کیونکہ بقول گل کے "sleep is love"۔

فریش ہونے اور نماز پڑھنے کے بعد وہ دھپ سے اپنے بستر پر لیٹی اور پھر ہوش و خرد سے بیگانہ ہو گئی جبکہ اسکے اس طرح بیڈ پر گرنے سے پاس سوتی لائبہ کی آنکھ کھل گئی۔

"یہ جاہل کبھی نہیں سدھرے گی" کچھ دیر اسے گھورنے کے بعد وہ بڑبڑائی اور پھر وال کلاک کی جانب دیکھا جو دوپہر کے دو بجا رہی تھی۔وہ جلدی سے اٹھی اور چپل پہن کر نماز کے ارادے سے واشروم میں گھس گئی۔

www.novelsclubb.com

جہان منزل اب دو بھائیوں وہاج علی اور سراج علی کی ملکیت تھا جہاں پر وہ اپنی ماں گلنار بیگم اور بیوی بچوں سمیت مقیم تھے۔

وہاج علی سب سے بڑے تھے جن کی بیوی کا نام فرزانہ تھا اور تین بچے مراد، عباد اور لائبہ تھے۔

مراد اپنے باپ اور چچا کے ساتھ ہی فیکٹری کے معاملات سنبھالتا تھا، لائبہ کی ایم۔فل کی تھیسس پھنسی ہوئی تھی اس لیے آج کل گھر پر ہی پائی جاتی جبکہ عباد ابھی یونیورسٹی میں زیر تعلیم تھا۔

پھر آتے ہیں سراج علی اور انکی بیگم نگینہ ان کے بھی تین ہی بچے تھے سب سے بڑی شاہ بانو جس کی شادی کو دو سال ہو چکے تھے پھر آتی تھی ہماری گل رخ صاحبہ جنکا یونیورسٹی میں بی۔ایس کا آخری سال چل رہا تھا اور پھر سب سے چھوٹا حسن جو کہ صرف نام کا ہی چھوٹا تھا جسکا انجینئرنگ کا دوسرا سال چل رہا تھا۔

تو یہ ہیں ہمارے جہان منزل کے مکین۔اب چلیے اپنی کہانی کی طرف بڑھتے ہیں۔

"اٹھ جا بی بی اور کتنا سوئے گی۔چل اٹھ چل کے ماں کے ساتھ ہاتھ بٹا لے۔افطاری میں کم وقت رہ گیا ہے" نگینہ اپنی نشئی بیٹی کو پندرہ منٹ سے اٹھانے کی ناکام کوشش کر رہی

تھی جس نے اب جا کے زرا سی آنکھ کھولی اور پھر کسلمندی سے کروٹ لے کر دوبارہ سو گئ۔

"گل رخ۔۔۔اٹھ جا کاہل لڑکی آخری وارننگ دے رہی ہوں ورنہ میری یہ چپل ہو گی اور تیرا سر ہو گا" نگینہ اب کے ہاتھ میں اپنی چپل پکڑے خونخوار تیور لیے گل کا کمفرٹر کھینچتے ہوئے بولی۔

دھمکی کا خاطر خواہ اثر ہوا اور گل رخ اب کی بار سپرینگ کی طرح بیڈ سے اچھل کر واشروم کی طرف بھاگی۔

"یا خدایا ہدایت دے اس لڑکی کو" نگینہ نے تاسف سے سر ہلایا اور اپنی چپل پہن کے باہر کی جانب بڑھ گئ۔

www.novelsclubb.com

••••••

رات ساڑھے دس بجے کا وقت تھا۔آسمان پر جا بجا تارے ٹمٹما رہے تھے اور ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی۔موسم کی ذرا سی کایا پلٹتے دیکھ کر گل رخ اور لائبہ نے افطار کے بچے ہوئے فرائز اور سینڈوچز کی پلیٹ تھامے چھت کی طرف دوڑ لگا دی۔اور اب دونوں چھت پر موجود اکلوتی چارپائی پر بیٹھیں کھانے میں مصروف تھی جب گل کی نظر آسمان پر پڑی جہاں پر باریک سا چاند چمک رہا تھا۔اور پھر آؤ دیکھا نہ تاؤ گل صاحبہ اٹھی اور لہک لہک کر نظم پڑھنے میں مصروف ہو گئی ساتھ ہی ساتھ اپنا دوپٹہ بھی لہرانے لگی۔

"دادی اماں کہتی ہیں

چاند پر پریاں رہتی ہیں

جب بچے سو جاتے ہیں

پریاں نیچے آجاتی ہیں"

www.novelsclubb.com

"ہیں دادی نے ایسا کب کہا ہے؟"فرائز ٹھونستی لائبہ نے حیرت سے استفسار کیا۔

جبکہ گل رخ نے اسے ایسی نظروں سے دیکھا جیسے اسکی دماغی حالت پر شبہ ہو۔

"عقل بڑی کے بھینس" گل نے طنز کیا اور پھر مزید گویا ہوئی "بہن ایسا کر سب سے پہلے تو تُو اپنا علاج کسی اچھے سائیکیٹرسٹ سے کروا، پھر خود پڑھنا سائیکالوجی ہونہہ"۔

"اپنے اس چھوٹے سے دماغ پر زور ڈال سارا بچپن ہی یہ نظم پڑھتے گزرا ہے اور اب تجھے شرم نہیں آتی اس قسم کے واہیات سوال کرتے ہوئے" گل نے لائبہ کے دماغ پر انگلی سے زور ڈالتے ہوئے گھر کا۔

"اچھا اچھا اب زیادہ استانی صاحبہ بننے کی ضرورت نہیں عاجز انسان ہوں ہو جاتی ہے غلطی" مسمی سی صورت بنا کے جواب دیا۔

تبھی دھاڑ کی آواز سے چھت کا دروازہ کھلا اور سفید جالی دار ٹوپی پہنے عباد اپنی بتیسی کی نمائش کرتا ہوا انکی طرف بڑھا۔ "اوہ اکیلے اکیلے پارٹی ہو رہی ہے۔ ناٹ فیر گرلز"۔

لائبہ اور گل رخ کی خونخوار نظروں کو یکسر نظر انداز کرتا وہ چارپائی پر بیٹھا اور سرعت سے ایک سینڈوچ اٹھا کر کھانے لگا۔

"اٹھ جا بھینسے افطاری میں تو اپنے حصے کی چیزیں ہڑپ کر گیا تھا۔اب بہنوں کے حصے پر اپنی بری نظر نہ ڈال "لائبہ نے جلدی سے پلیٹیں اپنے بھوکڑ بھائی کے سامنے سے اٹھائیں جبکہ گل رخ ابھی بھی اسے گھورے جا رہی گویا عباد کو کچا چبانے کا ارادہ رکھتی ہو۔

"کیوں ان چیزوں پر تم لوگوں نے اپنا نام لکھوایا ہے کیا؟"ایک آبرو اٹھائے عباد نے سوال داغا اور اب کی بار جواب ہماری گل رخ میڈم کی طرف سے آیا۔

"ہاں لکھوایا ہے نام، تم سے مطلب اب اٹھو اور یہاں سے چلتے بنو۔ گرمی میں کھڑے ہو کر کچن میں کام ہم کریں اور ڈبل ٹرپل خوراکیں تم کرو۔ناٹ فیر بھیا۔"جل بھن کر بولتی گل نے آخر میں اسی کے انداز میں بات ختم کی۔

www.novelsclubb.com

عباد نے کینہ توز نظروں سے گل کو دیکھا" تمھیں تو میں دیکھ لوں گا چڑیل۔آنا تم زرا میرے پاس کوئی اسائمنٹ لے کر"اور پھر اپنی توپوں کا رخ لائبہ کی طرف کر دیا جس نے کھانے کی پلیٹیں اپنے پیچھے کھسکا دیں تھی۔

"بات کرتا ہوں فرہاد بھائی سے کہ آکر اپنی شیریں کو رخصت کر کے لے جائیں کھا کھا کے کیا ہو رہی ہے، ارے مجھے تو یہ فکر ہے کہ اگر اسی طرح کھاتی رہی تو عنقریب ہمیں فاقوں پر لے آئے گی" عباد نے ڈرامائی انداز میں تالی بجا کے ختم ہونے کا اشارہ دیا۔

لائبہ نتھنے پھلائے غصے کو ضبط کرتے کچھ کہنے ہی لگی تھی کہ مراد کی سنجیدہ سی آواز گونجی جس پر وہ تینوں ہی ہڑبڑا کر سیدھے ہوئے اور چہرے پر مسکینی طاری کرتے ان کی طرف دیکھنے لگے۔

مراد دروازے کے وسط میں کھڑا ان تینوں کو کڑے تیوروں سے دیکھ رہا تھا۔ "کیا تم لوگ کتوں کی طرح لڑ رہے ہو۔ نہ خود سوتے ہو ساری رات نہ ہی کسی اور کو سونے دیتے ہو"۔

"مراد بھائی رمضان کی راتوں میں بھی بھلا کوئی سوتا ہے کیا۔۔۔ یہ تو بڑی بابرکت راتیں ہوتی ہیں ان راتوں میں خوب عبادت کرنی چاہیے انہیں سو کے ضائع تو نہ کریں"۔ گل دنیا جہاں کی شرافت چہرے پے سجائے بولی۔

"جانتا ہوں گل صاحبہ کتنی نیک پروین ہیں آپ جنکی ساری رات ہارر مویز دیکھ کے گزرتی ہے۔بلکہ ہمیں تو آپ سے سیکھنا چاہیے۔میں کملا انسان یہ کیسے بھول گیا کہ آپ تو ہمارے خاندان کی بہت پہنچی ہوئی خاتون ہیں"۔مراد بھائی استہزائیہ مسکراہٹ کے ساتھ بولے جبکہ عباد اور لائبہ سرخ چہرہ لیے منہ پر ہاتھ رکھے اپنے ابھرنے والے قہقہے کو روک رہے تھے۔

"شرافت سے اب تینوں نیچے چلو" حکم صادر ہوا اور یہ بات تو وہ تینوں بھی جانتے تھے کہ مراد بھائی انہیں لیے بغیر نہیں ٹلنے والے۔

عباد اور مراد تو نیچے اترنے کے بعد سیدھا اپنے روم میں چلے گئے جبکہ ان دونوں نے پھر سے باورچی خانے کا رخ کیا تا کہ فریج میں پڑے ٹھنڈے ٹھار شربت سے اپنا دل ٹھنڈا کر سکیں۔اور یہ سب تو سارا رمضان یونہی چلنا تھا۔

سحری کے بعد وہ اپنے کمرے میں جانے کے لیے پر تول رہی تھی جب نگینہ کی کڑک دار آواز نے اسے واپس اپنی جگہ پر کھڑے رہنے پر مجبور کر دیا۔

"اماں نماز پڑھنے جا رہی ہوں" وہ منمنائی۔

"سیدھا باورچی خانے میں جا کے برتن دھو۔ ابھی اذان میں کچھ وقت ہے" حکم ملا۔

"صرف لائبہ کی ڈیوٹی نہیں ہے تم بھی کچھ گھرداری سیکھو ورنہ کل کلاں کو ماں کی ہی ناک کٹے گی"۔

گل نے راہ فرار کے لیے دادی کی طرف دیکھا تو وہ آنکھیں بند کیے اپنے تخت پر بیٹھی تسبیح پڑھنے میں مصروف تھی گویا آج وہاں سے بھی مدد نہیں ملنے والی لیکن بروقت کی تائی امی کسی فرشتے کی طرح گل کی طرف داری کرنے پہنچی اور گل کو یوں لگا جیسے تاریکی میں اسے کوئی جگنو مل گیا ہو۔

www.novelsclubb.com

"نگینہ چھوڑو ابھی چھوٹی ہے اتنا کاموں کا بوجھ نہ ڈالو بچاری پر۔ آگے ہی اتنی مشکل پڑھائی ہے اس کی۔ دیکھو تو سوکھ کر کانٹا ہو گئی ہے میری بچی" تائی تو جیسے گل کے غم میں گھلی جا

رہی تھیں اور وہ بھی سر جھکائے رونی صورت بنائے کھڑی تھی مگر نگینہ بیگم خوب واقف تھی اپنی بیٹی کی ڈرامے بازیوں سے اس لیے ان پر کسی چیز کا اثر نہ ہوا اور گل کو باورچی خانے بھیج کر ہی دم لیا۔

"اللہ جی دیکھ رہے ہیں ناں آپ میری یہ ہٹلر ماں کیسے کیسے ظلم ڈھا رہی ہیں مجھ پر" برتن دھوتے ہوئے مسلسل اسکی دھائیاں بھی جاری تھیں جب نماز کے لیے جاتے حسن کی نظر اس پر پڑی اور بے اختیار ہی اسکے شیطانی دماغ نے ایک منصوبہ بنایا۔ جی ہاں شیطان تو قید ہو گیا تھا مگر حسن کے دماغ میں ہر وقت شیطانی کا کیڑا کلبلاتا رہتا تھا۔

اس نے جھٹ سے مبائل نکالا اور برتن دھوتی دھائیاں دیتی گل کی ویڈیو بنانے لگا اور پھر اسے واٹس ایپ فیملی گروپ میں ایک بڑے ہی خوبصورت عنوان کے ساتھ سینڈ کر دیا۔

اس کام سے فارغ ہونے کے بعد حسن نے اپنی ٹوپی درست کی اور مسجد جانے کے لیے قدم بڑھا دیے۔

فجر کی نماز کے بعد گل اور لائبہ ابھی سونے کے لیے لیٹی ہی تھیں جب مبائل استعمال کرتی لائبہ نے چیخ ماری اور پھر قل قل کرتی ہنسنے لگیں۔چونکہ دونوں کا کمرہ مشترکہ تھا اس لیے وہ ساتھ ہی سوتی تھیں وجہ انکی بچپن کی پکی دوستی تھی۔

"سٹھیا گئی ہو کیا؟؟"گلِ نے کروٹ بدل کر حیرت سے لائبہ کو تکتے ہوئے پوچھا جو بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے کانوں میں ہیڈ فونز ٹھونسے پاگلوں کی طرح ہنسے جارہی تھی۔گلِ کچھ دیر اسے یونہی اپنی بڑی بڑی آنکھوں میں تجسس لیے اسے دیکھتی رہی کہ اب تو کچھ بتائے گی مگر لائبہ نے اسے گھاس نہ ڈالی اور بدستور ہنستی رہی تو وہ بڑبڑاتے ہوئے پھر سے کروٹ بدل کر سونے لگی تبھی لائبہ نے اسے بلایا اور پھر حسن کے کارنامے سے واقف کیا۔

گلِ نے جلدی سے اپنا موبائل اٹھایا اور واٹس ایپ آن کر کے فیملی گروپ میں گھس گئ جلدی سے ویڈیو ڈاونلوڈ کی جس کے نیچے عنوان کچھ یوں تھا"ہماری ماڈرن نوکرانی برتن دھوتے ہوئے"

www.novelsclubb.com

گل نے غصے سے دانت کچکچائے "حسن تیری تکا بوٹی تو اب میں بناؤں گی" اور پھر سب کزنز کے میسجز پڑھنے لگی۔ ہر کسی نے گلؔ کی شان میں کوئی نہ کوئی قصیدہ لکھا تھا۔

کچھ دیر بعد اس نے موبائل رکھا اور پھر لائبہ کی طرف متوجہ ہوئی جواب کان پکڑے اسے سوری کر رہی تھی مگر خلاف توقع گلؔ بھڑکی نہیں اور مسکرانے لگی یقیناً اس کے دماغ میں کچھ نہ کچھ چل رہا تھا۔

......

6:30 کے الارم نے بجنا شروع کر دیا تھا۔ گلؔ نے بے دلی سے الارم بند کیا اور پھر منہ بناتی اٹھ گئی۔

www.novelsclubb.com

"یونیورسٹی والوں میدانِ حشر میں تم لوگوں سے حساب برابر کروں گی" اپنے بم پھٹے بالوں کا جوڑا بناتی ہوئے اس نے دل میں عزم کیا اور پھر خود کو گھسیٹتی ہوئی واشروم کی جانب بڑھ گئی۔

تیار ہونے کے بعد وہ شیشے کے سامنے کھڑی اپنی بڑی بڑی آنکھوں کو کاجل سے بھر رہی تھی جسکے بغیر وہ باہر جانے کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔

کاجل لگانے کے بعد اس نے زرا سا پیچھے ہٹ کے اپنا جائزہ لیا۔کاسنی رنگ کے لان کی شارٹ فراک کے ساتھ سفید ٹراوزر اور سفید ہی جوتے پہن رکھے تھے کاسنی اور سفید رنگ کے امتزاج کے سٹالر کو چہرے کے گرد لپیٹے وہ اب قدرے فریش فریش سی لگ رہی تھی۔

اس نے جلدی بیگ میں اپنی فائل ٹھونسی موبائل رکھا اور رجسٹر اٹھا کر کمرے سے نکل آئی۔دروازے کو آہستہ سے بند کر دیا تاکہ لائبہ کی نیند میں خلل نہ پڑے اور پھر دھپ دھپ کرتی سیڑھیوں سے اترنے لگی جہاں ہر مراد بھائی، بابا اور تایا ابو آفس جانے کے لیے تیار کھڑے تھے۔گل رخ نے بھی انہی کے ساتھ یونیورسٹی جانا تھا۔

"آ گئی محترمہ۔۔۔۔چلیے آپ کی شاہی سواری تیار ہے" وہ اماں ہی کیا جو صبح صبح طنز نہ کرے۔

مگر گل پر نیند کا غلبہ سوار تھا اور کچھ تایا ابو کا خوف تھا کہ کچھ بھی بولے بغیر آگے بڑھ گئی۔

اماں اور تائی نے ان سب کو دروازے تک رخصت کیا اور ان پر دعائیں پڑھ کر پھونکیں اور پھر آرام کرنے کی غرض سے اپنے کمروں کی طرف بڑھ گئیں۔

پورا راستہ وہ آنکھیں بند کیے شیشے سے سر ٹکائے بیٹھی رہی جب بابا کی آواز پر چونکی۔

"گل میرا بچہ یونیورسٹی آ گئی ہے" وہ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے پیار بھرے لہجے میں بولے۔

"ہائے بابا کیسی شیرینی زبان ہے آپ کی۔ دل خوش ہو جاتا ہے بندے کا نہیں بلکہ دل گارڈن گارڈن ہو جاتا ہے۔ اور ایک اماں جان ہیں جنہوں نے ہمہ وقت ہی نیم کے پتے چبائے ہوتے ہیں" وہ دل ہی دل میں بابا کے صدقے واری جا رہی تھی جب مراد نے ہارن بجایا۔ گل نے کوفت سے آنکھیں گھماتے ہوئے دیکھا جو بیک ویو مرر میں اسے ہی دیکھ رہا تھا اور اترنے کا اشارہ کر رہا تھا۔ بچاری میں ادب و لحاظ کوٹ کوٹ کے بھرا تھا بقول اس کے اس لیے شرافت سے سب کو خدا حافظ کہتی گاڑی سے اتر گئی۔

یونیورسٹی کے مین گیٹ سے اندر داخل ہونے کے بعد اس نے ایک نگاہ آسمان پر ڈالی جو بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ ہوا ساکت تھی اور فضا حبس زدہ سی ہو رہی تھی۔ پھول بوٹے

یہاں تک کہ انسان بھی گرمی کی وجہ سے مرجھائے ہوئے لگ رہے تھے۔"پیارے اللہ جی آج تو زرا مزے کی بارش برسادیں"اوپر آسمان کو تکتے ہوئے دل ہی دل میں دعا مانگی اور پھر سامنے دیکھنے لگی جہاں طلباء چلتی پھرتی میتیں بنے اپنے ڈیپارٹمنٹس کی طرف جا رہے تھے۔گل نے بھی ایک طویل سانس لی اور مرے مرے قدم اٹھاتی آگے کی طرف بڑھ گئی۔

کلاس میں داخل ہوتے ہی اس نے سب سے پہلے دروازے کو اس قدر زور سے بجایا کہ فرسٹ بینچ پر اونگھتی آمنہ ہڑبڑا کر ادھر اُدھر دیکھنے لگی جبکہ باقی سٹوڈنٹس نے تاسف سے سرہلایا اور پھر اپنے سابقہ کاموں میں مشغول ہوگئے۔

مسکراہٹ کو ضبط کرتی گل نے بلند آواز میں سلام کیا اور پھر آمنہ کے پاس آکر پوچھنے لگی

“hey girl why are u marmaring”

"پراں مرمرمرینگ کی بچی دو گھڑی سونے بھی نہیں دیتی۔سارا دن پھر سر ہی کھپانا ہے اس روزے میں۔کر کوئی تیری طرح لیکچر کے دوران تو نہیں سو سکتا۔"جل بھن کر کہتی

www.novelsclubb.com

آمنہ نے دوبارہ سے بینچ پر سر رکھ دیا اور وہ اسکے بال بگاڑتی جلدی سے اپنی مخصوص پیچھے والی سیٹ پر آ کر بیٹھ گئ۔

"کیوں تنگ کرتی ہوں اس بچاری کو؟" اروبہ نے آگے بیٹھی اپنے بال ٹھیک کرتی آمنہ کو دیکھ کر پوچھا

"گلِ کی مرضی جو بھی کرے" اس نے بے نیازی سے جواب دیا۔

"یہ تمھارا ہمدردی کا کیڑا کیوں سر اٹھا رہا ہے۔ خیر تو ہے" گلِ نے تفتیشی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"اففففف۔۔۔۔ چپ کر کے بیٹھو اور مجھے پریزنٹیشن دیکھنے دو۔ صبح ہی صبح دماغ کی دہی بنا رہی ہو" اروبہ کی پریزنٹیشن سے جان جاتی تھی اور وہ جانتی تھی کہ سب سے پہلے اسے ہی اٹھایا جائے گا اس لیے بچاری کو ہول اٹھ رہے تھے۔

گلؔ نے اسے اپنے حال پر چھوڑ دیا اور ایک طائرانہ نظر باقی کلاس والوں پر ڈالی۔ پیاس لگنے کے ڈر سے سب ہی آرام آرام سے بول رہے تھے ورنہ تو بی۔ اے کا ساتواں سمسٹر ہمیشہ ہی مچھلی بازار بنا ہوتا اور ہر آئے دن انکی کتوں والی ہوتی تھی۔

گلؔ صاحبہ کی بے چین روح انہیں کبھی ایک جگہ ٹکنے نہیں دیتی تھی اس لیے اب اس نے باہر کا رخ کر لیا۔ کلاس سے نکل کر کاریڈور میں گھومتے ہوئے ایک ایک کلاس میں تانکا جھانکی کرنا اسکا اور اروبہ کا پسندیدہ مشغلہ تھا مگر چونکہ اروبہ کو آج کسی چیز کا ہوش نہیں تھا اس لیے گلؔ اکیلے ہی نکل پڑی۔

ابھی بھی ساری کلاسوں کا جائزہ لے کر وہ کاریڈور میں ہی کھڑی ہو گئی اور نیچے لان کو دیکھتے ہوئے سوچنے لگی کہ آخر کیوں اسے کسی کے ہونے کا احساس ہوتا ہے اور وہ بھی ایک ہی وقت ایک ہی جگہ، کچھ تو گڑ بڑ ہے گلؔ میڈم کہیں سچ میں کوئی ہوائی مخلوق تو پیچھے نہیں پڑ گئی۔ وہ اپنی ہی قیاس آرائیاں لگانے میں مگن تھی جب سی۔ آر نے اسے آواز دی۔

"گلؔ رخ میم آ گئی ہیں چلو اندر کلاس میں" وہ اپنی عینک سنبھالتے ہوئے بولا۔

www.novelsclubb.com

"چمچا کہیں کا" وہ بڑبڑائی اور پھر ایک قہر آلود نظر سی۔آر پر ڈال کر اندر چلی گئ ویسے بھی سوچوں کا بیڑا غرق تو ہو ہی گیا تھا اب کم از کم اندر جا کے اپنی پریزنٹیشن کا بیڑا ہی سنبھال لے۔

کلاسسز ختم ہونے کے بعد وہ ایک ہاتھ میں بیگ اور رجسٹر اور دوسرے ہاتھ سے اروبہ کا بازو دبوچے بھاگتی ہوئی گروانڈ کی طرف آئی جہاں موسم ایک الگ ہی سماں پیش کر رہا تھا جبکہ وہ ارے ارے کرتی رہ گئ۔گلِ کی تیز نظروں نے پہلے ہی کمرہ جماعت کی کھڑکی سے دیکھ لیا تھا کہ بوندا باندی شروع کو چکی ہے اس لیے کلاس ختم ہوتے ہی ایک بھی لمحہ ضائع کیے بغیر وہ باہر کو لپکی۔آخر کو گرمی اور خاص طور پر رمضان میں ایسا موسم ہونا بہت بڑی نعمت تھی۔

گراؤنڈ میں پہنچ کر وہ دونوں سہیلیاں سائیڈ پر رکھے ایک سنگی بینچ پر بیٹھ گئیں۔ہر طرف مٹی کی بھینی بھینی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔گلؔ نے ایک لمبی سانس کھینچ کے مٹی کی خوشبو اپنے اندر اتاری اور پھر اروبہ سے مخاطب ہوئی۔

"اب تو مان گئی ناں کہ تیری دوست کتنی پہنچی ہوئی ہے۔کیسے اللہ پاک نے مجھ عاجز بندی کی جھٹ سے سن لی" وہ سامنے ہرے بھرے پودوں کو دیکھتے ہوئے کھلکھلائی۔

مگر اگلی جانب سے کوئی جواب نہ پاکر اس نے اروبہ کی طرف دیکھا جو موبائل میں سر گھسائے بیٹھی تھی۔گلؔ نے زرا سا آگے کو ہو کے اس کے موبائل پر نظر ڈالی جہاں بارش کے حوالے سے سٹیٹس ڈالا جا رہا تھا۔اروبہ کو اپنے سٹیٹس کے ساتھ مگن چھوڑ کے وہ بینچ سے اٹھی اور بارش میں بھیگنے لگی جو اب قدرے تیز ہو چکی تھی۔اور پھر بارش کے قطروں کو اپنے ہاتھ پے گرتا دیکھ کر وہ بھی ہر پاکستانی کی طرح مشہورِ زمانہ گانا گنگنانے لگی۔

"آئے موسم رنگیلے سہانے جیا نہیں مانے" مگر پھر کچھ یاد آنے پر جلدی سے زبان دانتوں تلے دبائی اور توبہ کرنے لگی۔

www.novelsclubb.com

"اوپس۔۔۔اللہ جی سوری سوری مجھے بالکل یاد نہیں تھا پھر ایسا نہیں کروں گی۔ میرا روزہ خراب نہ ہو جائے کہیں" وہ کانوں کو ہاتھ لگائے بدستور توبہ کیے جا رہی تھی جب اسے اروبہ کی آواز سنائی دی جو اسکا فون پکڑے اسے بلا رہی تھی۔

"کیا ہوا بدذوق لڑکی بارش بھی نہ انجوائے کرنے دینا آگے ہی زندگی میں اتنی پریشانیاں ہیں مجال ہے جو دو گھڑی سکون کا سانس لینے دو تم لوگ مجھے" اروبہ کے پاس آتے ہی وہ دانت پیستے ہوئے بولی۔

"کیوں تمھارے ایسے دس بارہ بچے ہیں جنہوں نے تمھیں پریشان کر کر رکھا ہے" وہ اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے بولی اور پھر اسے فون پکڑایا۔

"لو تمھارا اکلوتا بھائی کب سے کالز پے کالز کیے جا رہا ہے شاید آج غلطی سے وقت پر پہنچ گیا ہے"۔

گل رخ نے جلدی سے فون اٹینڈ کیا اور پھر حسن کو دو منٹ میں آنے کا کہہ کر اپنا بیگ اور رجسٹر اٹھانے لگی۔ اروبہ سے گلے ملنے کے بعد جلدی سے پارکنگ کی طرف بھاگی مگر وہاں تو حسن کا نام و نشان تک نہ تھا۔

www.novelsclubb.com

"افففف" وہ پیچ وتاب کھاتے ہوئے پارکنگ کے شیڈ کے پاس پہنچی مگر یہ کیا۔

جیسے ہی اس نے شیڈ تلے قدم رکھا ایک کاغذ کا ٹکڑا ابھی اس کے قدموں کے پاس آ گرا۔ گل کی بڑی آنکھیں حیرت سے تھوڑی اور بڑی ہو گئیں۔ اس نے جلدی سے کاغذ کا وہ ٹکڑا اٹھایا اور پھر پورے پارکنگ ایریا میں گھومنے لگی مگر وہاں پر تو آج بارش کی وجہ سے کوئی نہیں تھا۔ واپس اپنی جگہ پر آ کر اس نے گول مول کیے گئے اس کاغذ کو کھولا اور اس پر لکھی تحریر پڑھنے لگی۔

"روح من

بہ زودی ھمدیگر را میبینیم"

(بہت جلد ہماری ملاقات ہو گی)

گل نے آنکھیں چندھیا کر ایک دفعہ پھر اس تحریر پر غور کیا مگر اسے کچھ سمجھ نہ آئی۔

www.novelsclubb.com

"ہیں یہ کونسی جناتی زبان ہے؟" ہائے بزنس پڑھنے والی گل یہ بھی نہ جان پائی کہ یہ کوئی جناتی زبان نہیں بلکہ فارسی ہے۔ وہ اپنے ہی سوچوں کے گھوڑے دوڑا رہی تھی۔

"اللہ اللہ کہیں یہ کسی جن کا بھیجا ہوا خط تو نہیں"

اس کے گول مٹول چہرے پر خوف کے سائے لہرانے لگے مگر پھر جی کڑا کے دوبارہ خود سے مخاطب ہوئی اس بات سے بے خبر کے بڑے والے درخت کے پیچھے سے دو آنکھیں مسلسل اسے ہی دیکھ رہی ہیں۔

"ہونہہ میں بھی گل رخ ہوں، آئے سہی کوئی جن شن میرے سامنے مجھے بھی سورتیں اور دعائیں یاد ہیں چٹکیوں میں بھگا دوں گی"۔

کچھ ہی دیر میں حسن بھی اسے لینے آگیا۔ گل رخ نے اس کاغذ کو جلدی سے بیگ میں پھینکا اور آستینیں چڑھائے تن کر حسن کی بائیک کے سامنے کھڑی ہو گئی۔

بارش فلحال رک چکی تھی مگر آسمان بدستور کالے بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ ویسے بھی مون سون کی بارش کا کوئی بھروسہ نہیں کب شروع ہو جائے پھر سے۔

"بے غیرت انسان تمھیں کب احساس ہو گا کہ بہن کو وقت پر لینے آیا کروں" گلِ دھاڑی۔

"اور یہ کالز کرنے کی کیا تک بنتی تھی جب تم پہنچے ہی نہیں تھے ہاں؟؟ بتاؤ بتاؤ؟"

"اوہو گلِ کی بچی ایک تو تم عذاب بن گئی ہو میرے لیے۔ مجال ہے جو سکون سے روزے گزارنے دو" حسن نے بھی تپ کر جواب دیا اور پھر دعائیہ انداز میں ہاتھ اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھ کر کہنے لگا

"یا اللہ اس چڑیل کی جلد از جلد شادی کروا دے۔ تیرا یہ عاجز بندہ شکرانے کے بیس نوافل ادا کرے گا" اور پھر چہرے پر ہاتھ پھیر کر دوبارہ اپنی تپی ہوئی بہن کی طرف متوجہ ہوا۔

www.novelsclubb.com

"اصل میں میرا پیکج ختم ہونے کو ہے اس لیے سوچا یہ چند منٹ تم پر ضائع کر دوں، آخر کو اتنا تو حق بنتا ہے ناں میری بہن کا" بتیسی کی نمائش کی گئی۔

"بچو تجھے تو میں دیکھ لوں گی" گلؔ نے خود سے عزم کیا اور پھر "ہونہہ" کر کے بائیک پر بیٹھ گئی۔

•••••••

تخت پر بیٹھی دادی کو سلام کرنے کے بعد وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھنے ہی لگی تھی کہ دادی کی شکوہ کرتی آواز نے اس کے قدم روک لیے۔

"اے کبھی دو گھڑی مجھ بوڑھی کے پاس بھی بیٹھ جایا کرو۔ جب دیکھو ہوا کے گھوڑے پر سوار ہوتی ہو" گاؤ تکیے سے ٹیک لگائے تسبیح کے دانے گراتی دادی کی رعب دار شخصیت دیکھنے لائق تھی۔

www.novelsclubb.com

گلؔ چہرے پر شرارتی مسکان سجائے دھپ سے دادی کے تخت پر آ بیٹھی جبکہ دادی نے تیوری چڑھا کے اسے دیکھا مگر بولی کچھ نہیں۔

"جان من آپ کے لیے کچھ بھی"۔اس نے دادی کو زوردار جھپی دی۔ایسی حرکتیں صرف وہی کر سکتی تھی۔دادی بھی مسکرادیں۔آخر کو لاڈلی پوتی تھی انکی بلکہ بقول گُلنار بیگم کے گل رخ میں انہیں اپنی جوانی کا عکس نظر آتا تھا۔

مگر پھر بھی ناک بھینچ کر بولی"ہائے ہائے کیا کرتی ہے لڑکی ہڈیاں توڑے گی کیا گلنار بیگم کی"۔

"ہاہاہا دادی اماں نہ کریں۔یہ دیسی گھی کے پراٹھے جو آپ سحری میں کھاتی ہیں یہ آپ کو کچھ نہیں ہونے دیں گے"۔

"ہٹ پرے۔۔۔۔دادی کے کھانے پر نظر رکھتی ہے"وہ دوپٹہ کانوں کے پیچھے اڑاتی ہوئے خفگی سے بولیں۔

www.novelsclubb.com

اور پھر ایسے ہی کچھ دیر بیٹھی وہ دادی سے گپ شپ کرتی رہی مگر جلد ہی دادی کو اپنی پوتی پر ترس آگیا اور اسے آرام کرنے بھیج دیا۔خود بھی وہ نماز کی غرض سے اپنے کمرے کی طرف چل دیں۔

زینے کے قریب پہنچتے ہی اماں حضور نے گلؔ کو بلایا اور وہ یا اللہ خیر کہتی ہوئی پلٹ کر انکی جانب دیکھنے لگی جو باورچی خانے سے نکلتی ہوئی اس طرف آ رہی تھیں۔

"السلام علیکم اماں"

نگینہ نے سلام کا جواب دیا اور قریب آ کر ایک نظر اپنی پیاری سی منہ پھٹ بیٹی کا جائزہ لیا اور پھر گلا کنکھار کر بات کا آغاز کیا۔

"مغرب کے بعد تمھاری بینا آنٹی آئیں گی۔اس لیے ابھی سے بتا رہی ہوں ادھر اُدھر غائب نہ ہو جانا چاہئے کا سارا انتظام تم نے کرنا ہے" اماں نے فرمان جاری کیا۔

www.novelsclubb.com

"بینا آنٹی کو رمضان میں بھی چین نہیں" گلؔ نے بیزاری سے جواب دیا جبکہ نگینہ نے بیٹی کو آنکھیں دکھائیں۔

"خدا کے لیے گلِ اِن کے سامنے کچھ الٹا سید ھا مت کہہ دینا ورنہ میری چپل سے تمھیں اس دفعہ کوئی نہیں بچانے والا" کار گر ہونے والی دھمکی دی گئی۔

اور وہ منہ پھلائے "جی اچھا" کہتی اوپر جانے لگی۔

"جب دیکھو تشدد ہی کرتی رہتی ہیں اپنی پھول سی بچی پر۔ اتنی سختی تو کوئی ساس بھی نہ کرے" وہ بڑبڑاتے ہوئے اپنے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی جہاں خواب ناک ماحول بنا ہوا تھا اور لائبہ پورے بیڈ پر پھیلی سو رہی تھی۔ گلِ نے کوفت سے اپنی بڑی بڑی آنکھوں کو گھمایا اور فریش ہونے چلی گئی۔

www.novelsclubb.com

عصر میں جب وہ اٹھی تو موڈ خاصا خوشگوار تھا شاید موسم کی وجہ سے اس نے کھڑکی کے پاس جا کر پردہ سرکایا اور باہر دیکھنے لگی جہاں بوندا باندی جاری تھی اسکے ساتھ ہی اس کے دماغ میں کوئی منصوبہ بننے لگا۔ اس نے جلدی سے قد آدم کھڑکی پر بھورا پردہ درست کیا

اور باہر نکل کر اپنے سے دائیں جانب والے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ آہستہ سے دروازہ کھول کر اندر جھانکا جہاں پر حسن گدھے گھوڑے بیچے سو رہا تھا۔ ایک شیطانی مسکراہٹ نے اسکے لبوں کا احاطہ کیا اور وہ باورچی خانے کی طرف بھاگی۔

لائبہ باورچی خانے میں کھڑی کوئی نئی ریسپی ٹرائی کر رہی تھی جب گلِ کو اس طرح بھاگ کر آتے ہوئے دیکھا اور پھر لائبہ کے کچھ بھی پوچھنے سے پہلے پانی کا ٹھنڈا جگ لیے آنا فانا یہاں سے نکل گئی۔ جبکہ وہ منہ کھولے اپنی کزن کو جاتے ہوئے دیکھتی رہی جس کی حرکتوں کی وجہ سے اسے اس پر کبھی کبھی کسی ہوائی مخلوق کا گمان ہوتا تھا۔

گلِ نے دوبارہ حسن کے کمرے کا رخ کیا۔ اس وقت سب نماز پڑھنے گئے تھے اسے لیے گلِ کو کوئی دیکھ نہ پایا۔

اس نے کمرے کی لائٹ جلائی اور پھر حسن کے قریب آکر ہاتھ میں پکڑا پورا جگ اس پر انڈیل دیا اور ساتھ ہی پھر چیختے ہوئے اسے اٹھانے لگی مگر اپنے گلے کا سپیکر اس حد تک کم رکھا کہ آواز باہر نہ جائے۔

ٹھنڈے یخ پانی سے حسن ایسے اٹھا گویا کسی مردے کو قبر سے جگادیا ہو اور پھر ماؤف ذہن کے ساتھ گلِ کو دیکھنے لگا جسکی "آگ لگی ہے اٹھو" کہ تکرار جاری تھی۔

"کک کہاں ہے آگ۔۔۔کدھر ہے؟؟" حسن ہونقوں کی طرح اپنے آس پاس دیکھنے لگا۔

"جہنم میں تمھاری منتظر ہے۔اگر تم نہ اٹھے اور نماز نہ پڑھی تو یقیناً یہ آگ تمھیں اپنی لپیٹ میں لے لے گی" گلِ نے ہنسی ضبط کرتے ہوئے بلا کی سنجیدگی سے کہا۔اور جب حسن کو اس کی اس کارنامے کی سمجھ پڑی تو وہ ایک جھٹکے سے اپنے بیڈ سے اترا مگر اس کے ارادے بھانپ کر گلِ قہقہے لگاتی ہوئی تیزی سے کمرے سے باہر نکل گئی جبکہ وہ دانت پیستا اسے نئے نئے القابات سے نوازتا واشروم کی طرف بڑھ

اب گلؒ میڈم کا رخ لاونج کی طرف تھا جہاں پر گھر کے مرد حضرات بیٹھے محوِ گفتگو تھے۔

لاونج میں داخل ہونے سے پہلے اس نے ایک نظر باورچی خانے پر ڈالی جہاں اماں، تائی اور لائبہ افطاری بنانے میں مگن تھیں یہ اطمینان کر کے اماں باہر نہیں نکلنے والی وہ لانج کی جانب بڑھ گئی۔

کچھ دیر تو وہ بیٹھی بظاہر ٹی۔وی دیکھتی رہی مگر کن انکھیوں سے پیچھے زینے کا جائزہ بھی لے لیتی جہاں سے حسن نے آنا تھا۔

چند منٹ بعد وہ بھی آ کر باقی سب کے ساتھ بیٹھ گیا۔اب گلؒ صاحبہ شکل پر مسکینی طاری کیے جلدی سے اٹھ کر بابا کے پاس آ کر بیٹھ گئی اور منمناتے ہوئے بولی۔

"بابا بات سنیں زرا"۔

www.novelsclubb.com

"جی بابا کی جان کیا ہوا؟ سراج علی کے ساتھ ساتھ باقی سب بھی اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

گل نے اپنے سامنے والے صوفے پر بیٹھے حسن کی طرف دیکھا جو اسی کو گھورے جا رہا تھا یقیناً اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ اس کی فسادی بہن پھر کچھ کرنے والی ہے۔ وہ رونی صورت بنائے بولی " بابا آپ حسن کو زرا سمجھائیں یہ روز مجھے دیر سے لینے آتا ہے میں گرمی میں کھڑی اس کا انتظار کرتی رہتی ہوں اور جب کال کروں تو وہ بھی کاٹ دیتا ہے۔ پارکنگ ایریا میں کوئی نہیں ہوتا مجھے ڈر لگتا ہے "۔

" گھنی، میسنی، فسادن عورت " حسن گل کو قہر آلود نظروں سے گھورتے ہوئے بڑبڑایا۔

بابا جانتے تھے کہ ان دونوں کے بیچ میں کم ہی بنتی ہے اس لیے انہوں نے ڈپٹنے والے انداز میں حسن کو سمجھایا لیکن تایا ابو کے توپوں سے اسے کون بچاتا جنہوں نے گلا کھنکار کر حسن کی کلاس لینی شروع کی۔

www.novelsclubb.com

ویسے بھی تایا کی دہشت سے حسن اور عباد کی جان جاتی تھی بقول عباد کے ابو جی کو تو بس موقع چاہیے ہوتا تھا کہ کسی طرح حسن اور عباد کو آڑے ہاتھوں لیں اور آج گل رخ نے یہ موقع انہیں بہ نفس نفیس پیش کر دیا تھا۔

"برخوردار یہ سب کیا ہے۔ یونیورسٹی آج کل جا نہیں رہے سارا دن گھر میں بستر توڑتے ہو۔ ایک کام ذمے لگایا ہے وہ بھی نہیں ہوتا تم سے نالائق" تایا نے حسن کی کلاس لینی شروع کی۔ باقی سب خاموشی سے بیٹھے تھے۔ بڑے بھائی کے لحاظ میں سراج بھی چپ رہا کرتے تھے اس لیے انہوں نے خود کو اخبار کی طرف متوجہ کر دیا۔ ویسے بھی ہر کچھ عرصے بعد عباد اور حسن کی مرمت ہوتی رہتی تھی اس لیے یہ سب ایک معمول کی طرح تھا۔

"تایا ابو میں تو وقت پر ہی نکلتا ہوں گھر سے، راستے میں ٹریفک کی وجہ سے دیر سویر ہو جاتی ہے" حسن سر جھکائے بولا۔ گلِ رخ وہیں براجمان حسن کی حالت سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔

"بالکل ٹرک میں لینے جاتے ہو ناں جو ٹریفک میں پھنس جاتے ہو" تایا ابو نے طنز کیا۔

"وہ میں میں۔۔۔۔وہ تایا ابو۔۔۔" حسن کے ہاتھوں کے طوطے اڑ چکے تھے۔

"کیا بکری کی طرح میں میں لگا رکھی ہے، اپنی زمہ داریوں کو اچھے سے پہچانو" تایا ابو کا لیکچر کافی لمبا چلنا تھا جب لائبہ نے لاونج میں جھانک کر حسن کی گلو خلاصی کروائی۔

"ابو جی کوئی بات نہیں چھوٹا ہے انسان سے بعض اوقات غلطی ہو جاتی ہے۔ خیر ہے جانے دیں" لائبہ لجاحت سے بولی۔

"ٹھیک ہے بھئی نہیں کہتا کچھ" تایا ابو سر ہلا کر ہاتھ میں پکڑی فائل پڑھنے لگے۔

"ہاں عزت افزائی تو ہو ہی گئی ہے اب کیا بچا ہے کہنے کو" حسن پھر بڑبڑایا جبکہ پاس بیٹھے عباد اور مراد نے اپنی ہنسی بہ مشکل روکی۔

"اور تم چلو میرے ساتھ آ کے ٹیبل لگاؤ افطار میں کم ٹائم رہ گیا ہے"

گل بدمزہ سی ہو کر اٹھی اور لائبہ کے پیچھے چل پڑی۔

"چلو جی حسن کا غبارہ تو ہو گیا پھس" جاتے جاتے وہ خوشی سے بڑبڑائی۔

www.novelsclubb.com

••••••

باورچی خانے میں برتنوں نے گویا طوفان بد تمیزی مچار کھا تھا جسے گل ؚدھونے میں مصروف تھی اور لائبہ سارے گلاس اپنی جگہ سنبھال کے رکھ رہی تھی جب گل ؚسے مخاطب ہوئی۔

"ویسے گلے ؚ(وہ پیار سے گل ؚرخ کو گلے ؚبلاتی تھی) تم نے یہ اچھا نہیں کیا۔ بچارے حسن کو کتنی باتیں سننے پڑیں ابو جی سے" حسن چونکہ سب سے چھوٹا تھا اس لیے لائبہ کو مراد اور عباد سے زیادہ عزیز تھا تبھی حسن کی کلاس ہوتے دیکھ کر اس کی محبت نے جوش مارا اور وہ چھوٹے بھائی کو بچانے میدان میں۔ کود پڑی۔ لائبہ کے برعکس گل ؚکی کبھی نہیں بنی اپنے بھائی سے بقول اسکے وہ ایک نمبر کا چھچھورا، کام چور اور بد تمیز تھا۔

"ہاہاہا بے چارہ" اس نے ایک قہقہہ لگایا۔ پیلے رنگ کا بڑے بڑے پھولوں والا سوٹ پہنے بالوں کی فرنچ ٹیل بنائے سنک کے سامنے کھڑی وہ کوئی سگھڑ لڑکی معلوم ہو رہی تھی۔

"لڑکی کیا ہو گیا ہے تمھیں وہ کہاں سے مظلوم و معصوم لگتا ہے۔خدا کی پناہ کسی زہریلے سانپ کی مانند ہے جسے جب موقع ملتا ہے پھن پھیلا کے مجھے ڈس لیتا ہے" گلؔ منہ بنائے بولی۔جبکہ لائبہ اس کا حسن کو سانپ سے تشبیہہ دینے پر بے ساختہ ہنس پڑی۔

"کوئی حال نہیں تمھارا گلِؔ"۔

"اچھا اب جلدی جلدی ہاتھ چلاؤ پھر چائے کا انتظام بھی کرنا ہے۔بینا آنٹی بھی آنے والی ہوں گی"۔

"آئے ہائے" گلؔ نے ایک لمبی سانس کھینچی۔"کر تو رہی ہوں اب بچی کی جان لو گی کیا۔ اور نہیں یہ اتنے برتنوں کا پہاڑ بنانے کی کیا ضرورت ہے کوئی ایوارڈ تھوڑی ملنا ہے اُسی وقت ساتھ ساتھ دھویا کرو۔میرے لیے تحفہ چھوڑ دیتے ہو ہونہہ"۔

www.novelsclubb.com

"بس زبان ہی فر فر چلاتی رہنا" لائبہ نے تپ کر جواب دیا اور وہ جلدی سی سنک سے ہٹ کر کورنش بجالائی "تھینکیو محترمہ"۔

تقریباً گھنٹے بعد نگینہ کی بیسٹ فرینڈ آنٹی بینا جنکا اصل نام روبینہ تھا کی آمد ہوئی۔

نگینہ تو اتنے وقت بعد اپنی سہیلی کو دیکھ کے پھولی نہیں سما رہی تھیں۔ دونوں سہیلیاں بڑی محبت سے گلے ملیں اور بس جی پھر مین گیٹ سے ہی ان کی نان سٹاپ باتیں شروع ہو گئیں جبکہ آنٹی بینا کی بیٹی خاموشی سے مسکراتے ہوئے ان کے پیچھے آ رہی تھی۔ لائبہ اور گلؔ عباد کے کمرے کی بالکنی سے جائزہ لے رہی تھیں۔ جب وہ لوگ اندر چلے گئے تو وہ دونوں بھی بالکنی سے ہٹ گئی۔

"ویسے آنٹی بینا تو آج بھی جوان جہاں ہیں۔ ایک میری ماں ہے جنہوں نے ابھی سے خود پر بڑھاپا طاری کر لیا ہے" گلؔ کا تبصرہ کرنا تو ضروری تھا ناں۔

"ہاں یار واقعی۔۔۔ ویسے بڑی ہی خوش قسمت ہو گی وہ لڑکی جس کی اتنی پیاری جوان سی ساس ہو گی" لائبہ نے بھی اپنا حصہ ڈالنا ضروری سمجھا اور پھر انہوں نے کمرے سے نکلنے میں ہی خیر منائی کیونکہ اگر عباد کو خبر مل جاتی کہ وہ آفت کی پرکالائیں اس کے کمرے میں پدھاریں تھیں تو دونوں کی پکی پھینٹی لگنی تھی۔

نیچے پہنچ کر وہ دونوں بھی لاونج میں سلام کرنے پہنچ گئیں جہاں تائی اور دادی بھی موجود تھیں۔

آنٹی بینا اور ان کی بیٹی ان سے بہت پیار سے ملی اور پھر گل ؔکو اپنے پاس ہی صوفے پر جگہ دے کے بٹھالیا۔

"ماشاءاللہ نگی گل ؔرخ تو کتنی بڑی اور پیاری ہو گئی ہے" انہوں نے نگینہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

گل ؔلائبہ کو دیکھتے ہوئے معنی خیزی سے مسکرائی گویا کہہ رہی ہو کہ دیکھو بچو میرے حسن کے قصیدے یہاں بھی شروع ہو گئے۔لائبہ نے اس کا اشارہ سمجھ کے تاسف سے سر ہلایا۔

"بس بیٹیاں ایسے ہی پلک جھپکنے میں بڑی ہو جاتی ہیں اب دیکھو ہماری شائستہ (آنٹی بینا کی بیٹی) اور شاہ بانو تو خیر سے اپنے گھر کی ہو گئی ہیں" نگینہ ہلکی مسکان کے ساتھ جواب دیا۔

"بس بیٹی دعا کیا کرو کہ اللہ تمام لڑکیوں کے نصیب اچھے کرے" دادی بولی اور سب نے ایک ساتھ آمین کہا۔

"اور بتاؤ گل ؔبیٹی آج کل کیا کر رہی ہو؟" آنٹی بینا پھر گل ؔکی جانب متوجہ ہوئی۔

"بس آنٹی انواع واقسام کے غم سہتی ہوں، سر دھنتی ہوں اور تنکے چنتی ہوں" گلِ نے لمبی سانس بھر کے معصومیت سے جواب دیا اور آنٹی اس کی بات پر ہنس دی جبکہ لائبہ نے صوفے پر بیٹھے بیٹھے پہلو بدلا "یا اللہ کب آئے گی اس منہ پھٹ کو عقل"۔اور نگینہ کا ہاتھ جوتے تک جاتے جاتے رہ گیا۔

"وہ آنٹی یہ تو میں نے ایویں مذاق میں بول دیا اصل میں ادب سے مجھے کافی دلچسپی ہے ناں تو بس۔ویسے میں یونیورسٹی جاتی ہوں بس آخری سال چل رہا ہے بی۔اے کا" اماں کی گھوری سے گڑبڑا کر گلِ نے اپنی بات کی تصحیح کی۔

"گلِ رخ کی طبیعت میں شوخی ہے زرا اور اسی کی وجہ سے گھر میں رونق لگی رہتی ہے" تائی نے بھی بات سنبھالی۔گلِ اماں کی گھوریوں سے بچنے کے لیے چائے کا کہہ کر باورچی خانے کی طرف لپکی۔لائبہ بھی سب سے معزرت کرتی ہوئی گلِ کے پیچھے گئی۔

www.novelsclubb.com

"نجانے اب یہ کونسا چاند چڑھائے گی" لائبہ نے اپنی تشویش ظاہر کی کیونکہ اس لڑکی سے کچھ بعید نہیں تھا کیا کر بیٹھے۔باورچی خانے کے دروازے پر پہنچ کر لائبہ نے اطمینان بھرا سانس لیا اور گلِ کے قریب گئی جو شرافت سے چائے کے لوازمات ٹرالی میں سجا رہی تھی۔

چائے وغیرہ پینے کے بعد اماں کے کہنے پر گل،اور لائبہ شائستہ کو اپنا کمرہ دکھانے لے گئیں جبکہ روبینہ نے گلا کنکھار کر بات کا آغاز کیا۔

"اماں جی۔۔۔ نگینہ۔۔۔ آج میں آپ لوگوں کے گھر ایک خاص مقصد سے آئی ہوں۔ دراصل میں گل،رخ کو اپنی بیٹی بنانا چاہتی ہوں اور اپنے یوشع کے لیے اس کا ہاتھ مانگتی ہوں"۔ نگینہ نے خوشگوار حیرت سے اپنی ساس گلنار بیگم کی جانب دیکھا۔

"انکار مت کیجیے گا۔ میں بہت امید لے کر آئی ہوں اور خالی ہاتھ نہیں لوٹوں گی" روبینہ آس بھرے لہجے میں بولی۔

"ارے بیٹا کیسی اجنبیوں جیسی باتیں کرتی ہو تم۔ میں بھلا کیوں انکار کروں گی"۔ نگینہ خوشی سے بولیں۔

"البتہ کچھ وقت درکار ہو گا ہمیں بیٹی۔ گھر کے مردوں سے مشورہ کر کے اور خاص طور پر اپنی گل،رخ کی رضا جاننے کے بعد ہی ہم کوئی جواب دے سکیں گے" گلنار بیگم کی سنجیدہ آواز ابھری۔

"جی بالکل اماں جی کیوں نہیں مجھے آپ لوگوں کے جواب کا انتظار رہے گا"۔

کچھ ہی دیر میں شائستہ، لائبہ اور گل بھی واپس آ گئیں تھیں۔ تقریباً آدھا گھنٹا مزید گپ شپ کرنے بعد روبینہ نے جانے کی اجازت مانگی۔

اس دفعہ انہیں لینے انکا بیٹا آیا تھا جسے حسن اندر لاونج میں ہی لے آیا۔ نیلی جینز اور کالی شرٹ پہنے لمبا چوڑا یوشع بلاشبہ ایک خوبرو مرد تھا۔ لاونج میں داخل ہو کر اس نے بلند آواز میں سلام کیا اور پھر سب کی خیر خیریت دریافت کرنے لگا۔

لائبہ اور گل ہر بات سے بے خبر آنٹی بینا کے بیٹے کا سروے کرنے میں مصروف تھیں۔ ان دونوں کی عادت تھی کہ جب گھر سے باہر بھی نکلتیں تو کسی نہ کسی کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ ضرور لیتیں گویا وہ انسان نہ ہوا کوئی فن پارہ ہو گیا جسے تحقیقی مراحل سے گزارا جارہا ہو۔ اب بھی ایک کونے پر ہو کر دونوں یوشع کے حرکات و سکنات کا جائزہ لے رہی تھیں جب لائبہ نے گل کے کان میں استفسار کیا۔

www.novelsclubb.com

"گل یونانی دیوتاؤں کے بارے میں جانتی ہو؟"

"ہاں وہ جن کے بارے میں مشہور کے کہ وہ حسن ووجاہت کا پیکر ہوتے تھے" سامنے رکھتے ہوئے جواب دیا۔

" بالکل بالکل ذہین لڑکی "لائبہ چہکی۔

" مگراس وقت ایسے سوال کا مقصد" گلِ نے ایک آبرواچکا کر پوچھا دونوں سرگوشیوں میں بات کررہی تھیں۔

" اندھی۔۔۔ کیافائدہ ہوا تیرے سروے کا۔۔۔ دیکھ تو سہی ایسے لگتا ہے جیسے کوئی یونانی دیوتاٹائم ٹریول کے ذریعے قدیم وقت سے نئے زمانے میں آپہنچا ہو"۔

"استغفرُاللہ! کچھ زیادہ ہوگیا ہے لائبہ"۔

"اور شرم کرلو منگنی شدہ ہو یہ بھی نہیں تو زرار مضان کے مہینے کا ہی لحاظ کرلو" گلِ نے اسے لتاڑا۔

"دفعہ دور۔۔۔ میں صرف ایک سروے کے طور پر اپنی رائے پیش کررہی تھی۔

ہونہہ "لائبہ غصے سے بولی۔

"اوہ آئی سی" گلِ مسکرائی اور پھر آنکھیں چندھیا کر حسن اور دادی کے پاس بیٹھے یوشع کو دیکھنے لگی مگر پھر کندھے اچکا کر "مجھے کیا" کہہ کر لائبہ کو کھینچتے ہوئے ان سب کی جانب بڑھ گئی۔

دادی کے علاوہ باقی سب ان لوگوں کو گیٹ تک رخصت کرنے آئے جب روبینہ نے ایک دفعہ پھر بات چھیڑی کہ "نگینہ مجھے یقین ہے کہ جلد ہی خوشخبری سناؤ گی"۔

"انشاءاللہ کیوں نہیں" نگینہ نے اپنی سہیلی کو گلے سے لگاتے ہوئے جواب دیا۔

شائستہ اور روبینہ نے پھر اسی پیار و محبت سے گلِ کو گلے سے لگایا اور پھر شائستہ نے اپنے بھائی کو گلا کھنکار کر اپنی طرف متوجہ کیا جس کا واپس جانے کو دل نہیں چاہ رہا تھا۔شائستہ کی آواز پر گلِ نے بھی یوشع کی طرف دیکھا جو اسے اپنی طرف دیکھتا پا کر دلکشی سے مسکرایا اور پھر اللہ حافظ کہتا گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔

www.novelsclubb.com

"یہ مسکرایا کیوں؟" گلِ کے دماغ میں جھٹ سوال آیا۔ "ویسے بڑے ہی کوئی پیاری مسکراہٹ تھی موصوف کی"۔

"ہائے ہائے استغفر ُللہ یہ میں کیا سوچ جا رہی ہوں۔ گل کچھ تو رمضان کے مہینے کا خیال کر لو" جلدی سے خود کو گھر کا اور پھر اندر کی طرف بھاگی۔

••••••

www.novelsclubb.com

رات قریب ایک بجے کا وقت تھا اور گل میڈم ہمیشہ کی طرح لیپ ٹاپ پر ہارر مووی دیکھنے میں مگن تھی۔ بیڈ پر بیٹھے تکیے کو گود میں رکھے اسکی ساری توجہ لیپ ٹاپ پر تھی جہاں "اِٹ" مووی چل رہی تھی اور خوفناک سا جوکر گٹر کے دہانے سے منہ نکالے ایک بچے کو اپنی جانب متوجہ کر رہا تھا۔

"اوئی اللہ اب کیا ہوگا" گل پُر جوش سی ہو کر سکرین کے اور قریب ہو گئی۔

قریب ہی لائبہ بیٹھی کانوں میں ہیڈ فونز ٹھونسے فون پر کسی نفسیاتی بیماری کے متعلق ویڈیو دیکھ رہی تھی۔اچانک کھڑکی کے پاس کھٹکا سا ہوا جیسے کسی نے کچھ پھینکا ہو۔گل جو دونوں ہاتھوں جو کو منہ پے رکھے بیٹھی تھی ڈر کے مارے اچھلی۔

پہلے نظریں کھڑکی کی طرف گئیں اور پھر اپنے دائیں جانب براجمان لائبہ پر جو ہنوز اپنے مشغلے میں مگن تھی۔

"اس موویے ٹونٹیوں کی وجہ سے اسے آواز نہیں آئی" گل نے لائبہ کو دیکھتے ہوئے خود کلامی کی اور نظریں پھر کھڑکی کی طرف مرکوز کر دیں۔تھوک نگل کے اپنی ہمت بندھائی اور تجسس کو پورا کرنے کے لیے اٹھ کر قدآدم کھڑکی کے جانب قدم بڑھائے۔قریب پہنچ کر کچھ ساعت سن گن لینے کی کوشش کہ گویا کوئی باہر موجود تو نہیں اور پھر اطمینان بھرا سانس لے کر پردے سرکا کر کھڑکی کا ایک پٹ کھولا۔

کھڑکی کے ساتھ نیچے تھوڑی سی جگہ بنی ہوئی تھی جہاں پر چھوٹے چھوٹے رنگ برنگی گملے پڑے تھے۔ یہ لائبہ کی کارستانی تھی جس نے گھر کی ہر کھڑکی میں اپنے ہاتھ سے پینٹ شدہ گملے رکھے ہوئے تھے۔ انہیں گملوں کے ساتھ اسے پتھر میں لپٹا ہوا ایک کاغذ نظر آیا۔

گلؔ نے ہاتھ آگے بڑھا کر اس پتھر کو اٹھایا اور کاغذ کو اس سے علیحدہ کر کے کھولا جہاں پھر ایک سطر لکھی ہوئی تھی۔

"روح من"

"انتظار بہ پایان رسید... تو مال من می شوی"

www.novelsclubb.com

(انتظار ختم ہوا..... تم میری ہونے جا رہی ہو)

گلؔ کے چہرے پر ہوائیاں اڑیں۔" پھر وہی جناتی زبان "اسے اپنے ہاتھ پیر ٹھنڈے پڑتے ہوئے محسوس ہوئے۔وہ سمجھنے سے قاصر تھی کہ آخر یہ سب کیا ہے۔

اس نے سرعت سے کھڑکی کا پٹ بند کیا جیسے کسی جن کے اندر گھس آنے کا خطرہ ہو اور پھر کاغذ کو ہاتھ میں دبوچے اسی تیزی سے بیڈ پر آکر بیٹھی مگر لیپ ٹاپ سکرین پر نظر پڑتے ہی وہ اچھلی اور اس کے حلق سے چیخ برآمد ہوئی جہاں جوکر کا بھیانک چہرہ پوری سکرین پر پھیلا ہوا تھا۔

لائبہ نے دل تھام کر اس کی طرف دیکھا جواب لائبہ سے لپٹنے کی کوشش کر رہی تھی۔

لائبہ نے ایک نظر سکرین پر ڈالی اور پھر تیوری چڑھا کر گلؔ سے مخاطب ہوئی۔

"خدا کی امان ایسے بھی کوئی گلا پھاڑ کے چیختا ہے کیا؟انسان ہو یا چڑیل "لائبہ نے اسے گھر کا جو اپنے بکھرے بم پھٹے بالوں میں واقعی چڑیل لگ رہی تھی۔

"کیا ہے اچانک سے سامنے آگیا تھا بچی ہوں ڈر گئی" اگلی طرف سے معصومیت کے تمام ریکارڈ توڑے گئے۔

"واہ خوب فرمایا بچی۔۔۔واہ واہ" لائبہ سر دھنتے ہوئے بولی۔

"ارے گھوڑی جتنی بڑی ہو گئی ہو کم از کم اس بابرکت مہینے میں تو جھوٹ نہ بولو۔ ویسے فلحال تو گھوڑی بھی نہیں بلکہ پوری کی پوری بل بتوڑی لگ رہی ہو"۔

"ہونہہ بل بتوڑی لگ رہی ہو" واپس اپنی جوبن پر آتے ہوئے گلِ نے اس کی نقل اتاری۔

www.novelsclubb.com

"نہ تم جو خود کو ملکہ حسن قلو پطرہ سمجھی بیٹھی ہو جا کے زرا آئینے میں دیکھو کسی حنوط شدہ ممی کی لاش سے کم نہیں" گلؔ نے اس کی خوبصورتی پر چوٹ کی اور لائبہ تو گویا جل بھن ہی گئی۔ کوئی بھی جواب دیے بغیر اپنے پیچھے سے تکیہ اٹھا کے گلؔ کے منہ پے دے مارا۔

"آہ ہ ہ ہ ہ۔۔۔۔۔ بد صورتی کی ملکہ ابھی بتاتی ہوں تابوت میں بند کر کے تجھے اہرام مصر نہ بھیجا تو دیکھنا" گلؔ نے سنبھلتے ہوئے اسے دھمکی دی جو ہاتھ میں دوسرا تکیہ لیے بیڈ سے دور کھڑی فاتحانہ نظروں سے گلؔ کو گھوری جا رہی تھی۔

گلؔ ایک جھٹکے سے اٹھتی ہوئی اس کی جانب بڑھی اور پھر دونوں میں تیسری جنگ عظیم شروع ہو چکی تھی۔

www.novelsclubb.com

کچھ ہی دیر بعد دھاڑ سے دروازہ کھلا اور مراد بھائی کی شکل نمودار ہوئی۔ ان کی سرخ پڑتی آنکھوں سے صاف معلوم ہو رہا تھا کہ نیند سے اٹھ کر آئے ہیں۔ ان کے پیچھے ہی حسن اور عباد کے مسکراتے چہرے بھی دکھائی دیے۔

حسن نے تو پھرتی سے اپنا موبائل نکالا اور لگا ان کی تصویریں کھینچنے یقیناً اس کا ارادہ ان تصویروں کو فیملی گروپ میں بھیجنے کا تھا۔وہ جو سکتے کی حالت میں کھڑی مراد بھائی کو دیکھ رہی تھیں ان کی غراتی ہوئی آواز پر ہوش کی دنیا میں واپس آئیں۔

"کوئی لحاظ ہے تم دونوں میں؟؟؟"

"یہ عمر ہے تم لوگوں کی دھینگا مشتی کرنے کی؟"

"وہ بھائی۔۔۔اس نے شروع کیا۔۔۔دیکھیں سارا کمرہ بکھیر کے رکھ دیا" گلِ نے جلدی تکیے کو بیڈ پر اچھال کے صفائی دی مبادا مراد اسے سولی پہ نہ چڑھا دے۔

www.novelsclubb.com

لائبہ کہاں چپ رہنے والی تھی جھٹ سے بولی "نن نہیں بھائی۔۔۔اس میسنی کی غلطی ہے۔۔۔اسے کیا ضرورت ہے رات کے اس پہر ہارر مووی دیکھنے کی۔۔۔اور پھر اسی پر

اکتفا نہیں کرتی بلکہ چڑیلوں کی طرح چیختے ہوئے میرے کان کے پردے بھی پھاڑتی ہے"۔

گلِ نے دانت کچکچا کر اسے گھورا جیسے لائبہ کو کچا چبانے کا ارادہ رکھتی ہو اور پھر مراد کی طرف دیکھا جو ان دونوں کو کڑے تیوروں سے گھور رہا تھا"ان کے اندر تو ہمہ وقت ہٹلر کی روح گھسی ہوتی ہے"وہ آہستگی سے بڑبڑائی۔

"انسان بن جاؤ لائبہ آئندہ میں تمھیں ایسی الٹی حرکتیں کرتا ہوا نہ دیکھوں"انگلی اٹھا کر اسے وارن کیا اور لائبہ نے کسی روبوٹ کی طرح جلدی جلدی سر اوپر نیچے کیا۔

www.novelsclubb.com

"اور تم گل رخ صاحبہ سدھار لو خود کو ورنہ مجھے مجبوراً تمھارا کیس چچی جان کی عدالت میں پیش کرنا پڑے گا"۔گلِ کو بچپن سے دی جانے والی دھمکی پھر دی گئی اور وہ سر جھکانے کے علاوہ کچھ نہ کر سکی کرتی بھی کیسے اماں کے جوتوں سے بچنا کوئی آسان کام تھوڑی تھا۔

"جانے دیں بھائی کچھ زیادہ ہی ستھری ہو گئ ہے۔باقی کی ڈوز پھر دے دیجئے گا" عباد نے اپنا حصہ ڈالنا ضروری سمجھا۔

"تو چپ کر۔۔۔بعض لوگوں کے سکرو بہت جلدی ڈھیلے ہو جاتے ہیں اس لیے ان کی مرمت کروانا اشد ہوتا ہے" حسن نے اسے کہنی پر ٹھوکا دیا اور پھر بڑبڑایا مگر آواز اونچی ہی رکھی کیونکہ مقصد گلِ کو سنانا تھا جبکہ مراد کو اب ان دو چڑیلوں کی حالت دیکھ کر ہنسی آ رہی تھی مگر خود پر دوبارہ سے سنجیدگی کا خول چڑھا لیا ورنہ تو دونوں نے دوبارہ سے پھیلنے میں قطعی وقت نہیں لگانا تھا۔

"گلِ بڑی ہو جاؤ اب۔۔۔جانتی بھی ہو چچی جان کی دوست کس سلسلے میں آئی تھیں؟" وہ چاروں اب مراد کو سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگے جس نے ایک ڈرامائی وقفہ لیا تھا اور پھر دوبارہ گویا ہوا۔

"بیوقوف لڑکی وہ تمھیں دیکھنے آئی تھیں۔ تمھارا رشتہ مانگا ہے انہوں نے اپنے بیٹے کے لیے۔گھر والے سب اس رشتے سے راضی ہیں بس تم سے پوچھنا باقی ہے۔اس لیے کہہ رہا ہوں سدھر جاؤ سسرال میں یہ حرکتیں نہیں چلتی میری بہن" مراد بھائی سنجیدگی سے بولے۔لائبہ اور عباد کو خوشگوار حیرت ہوئی جبکہ حسن تو ان کی بات سن کر کھانسنے لگا۔

گل نے کچھ ساعت بات سمجھنے کی کوشش کی اور جب اسے سمجھ پڑی تو دل عجیب سے انداز میں دھڑکا اور پھر اپنی بڑی بڑی آنکھوں میں حیرت سموئے لائبہ جو دیکھنے لگی۔

"اوہو لڑکی اب ایسے تو نہ دیکھو ڈرا ہی دیتی ہو۔آگے ہی اللہ نے بھینس جتنی آنکھیں دی اوپر سے تم انہیں پھیلا کے اور بڑا کر دیتی ہو" لائبہ نے اسکا منہ دوسری طرف کیا۔سب کے چہروں پر ہنسی بکھر گی سوائے گل جو منہ پھلائے کھڑی رہی۔

"اچھا چلو اب سو جاؤ دونوں اور اگر سونا نہیں تو خدا کے لیے اپنے یہ پھٹے سپیکر بند ہی رکھو" مراد بھائی نے ہاتھ جوڑے اور باقی دونوں کو بھی گھسیٹتے ہوئے لے گئے۔

دروازہ بند کرنے کے بعد لائبہ گلا کھنکارتے ہوئے گلؔ کی طرف متوجہ ہوئی جو لیپ ٹاپ اٹھا کے بیڈ کے ساتھ تپائی پر رکھ رہی تھی۔

"آئے ہائے لڑکی کیا قسمت پائی ہے حالانکہ پکی چڑیل ہو مگر دیکھو تو وہ یونانی دیوتاؤں سا حسن رکھنے والا اب بنے گا تمھارا مجازی خدا" لائبہ نے اسے چھیڑا۔

گلؔ نے کوئی جواب نہ بن پڑا تو جلدی سے کمفرٹر میں گھس گئی۔

"اوہ تو ہماری بنو رانی شرما رہی ہیں"۔

"ویسے تم تو خود شرم کی پوٹلی ہو جو جگہ جگہ ہمیں شرمندہ کرتی پھرتی ہو۔ مجھے کچھ ہضم نہیں ہو رہا تیرا شرمانہ" لائبہ کے ہاتھ تو اسے تنگ کرنے کا نیا موضوع لگ گیا تھا۔ وہ اور بھی کچھ کہتی جب گلؔ نے کمفرٹر سے سر نکال کے اسے لتاڑا۔

www.novelsclubb.com

"دور فٹے منہ تیرے مصر کی ممی"۔

اور پھر اپنے بال سمیٹتے ہوئے دوبارہ بولی "خود نے تو منگنی کر لی ہے اب مجھے بھی جینے دو۔ ہائے اب مجھے بھی پروٹوکول ملے گا گھر والے میری عزت کرنا شروع کر دیں گے اور سب

سے بڑھ کر میں بھی کسی کی سویٹ ہارٹ بن جاؤں گی" وہ خیالوں میں کھوئی جھومی جا رہی تھی۔

"چلو جی اس کا تو خیالی پلاؤ پکنا شروع ہو گیا" لائبہ نے اپنا ماتھا پیٹا اور پھر کمرہ سمیٹنے لگی۔

......

دادی نے اپنی لاڈلی پوتی سے پوچھ کر یوشع کے گھر والوں کو ہاں کر دی تھی۔ انہیں یہ جان کر خوشی ہوئی کہ گلِ کو کوئی اعتراض نہ تھا کیونکہ روبینہ کو وہ کافی پہلے سے جانتی تھیں اور پھر یوشع سے ملنے کے بعد انہیں یقین ہو گیا تھا کہ گلِ رخ وہاں بہت خوش رہے گی۔ بات پکی کرنے کے بعد گھر کے تمام بڑے روبینہ کے گھر کا بھی چکر لگا چکے تھے اور طے یہ پایا تھا کہ عید کے بعد ان دونوں کا نکاح رکھا جائے۔ ویسے بھی گلِ کی پڑھائی ختم ہونے والی تھی اور بقول نگینہ کے لڑکی جتنی جلدی اپنے گھر کی ہو جائے اتنا اچھا ہے۔ دن پر لگا کر اڑ رہے تھے اور رمضان کا مبارک مہینہ اپنے اختتام کو پہنچنے والا تھا۔ گرمی تھی کہ بڑھتی ہی جا رہی تھی مگر اس کے باوجود بازاروں کی رونق جوبن پر تھی۔ ہر طرف گہما گہمی تھی۔ لوگ

ساری ساری رات شاپنگ میں مصروف رہتے اس بات کا احساس کیے بغیر کہ وہ کتنی خاص راتیں ضائع کر رہے ہیں۔

سحری کا وقت تھا اور جہان منزل کے باورچی خانے سے خستہ پراٹھوں کی خوشبو اٹھ رہی تھی۔ نگینہ بیگم گلؔ کے سر پر کھڑی اس سے پراٹھے بنوا رہی تھی جو اگر کبھی ٹیڑھے ہو جاتے تو گلؔ کی خیر نہ ہوتی۔ پاس ہی لائبہ کھڑی آملیٹ کے لیے پیاز ٹماٹر کاٹ رہی تھی اور کبھی کبھی ترحم بھری نظروں سے گلؔ کو بھی دیکھ لیتی۔

سحری کرنے کے بعد تائی اور اماں بیٹھ کر بازار جانے کے لیے لسٹ تیار کرنے لگی تاکہ جلد از جلد تمام خریداری پوری کر سکیں۔ لائبہ بھی ان کے پاس جا کے بیٹھ گئی مگر نیند کی دیوانی گلؔ نماز کے بعد کمرے سے برآمد ہونے کی بجائے بیڈ پر گر پڑی تاکہ دو گھنٹے کی نیند لے سکے کیونکہ بقول اس کے منحوس یونیورسٹی اس کی ساری نیند کھا گئی تھی۔

الارم کی آواز پر اس نے ایک دفعہ تو کسمسا کر کروٹ بدلی مگر پھر دل پر جبر کرتی اٹھ بیٹھی۔ نیند کے ایسے جھٹکے لگ رہے تھے کہ اس نے بمشکل اپنی بھاری ہوتی آنکھوں کو کھولا اور گھڑی کو اٹھا کر دیوار سے دے مارا۔ پھر منہ بناتی اٹھ پڑی کیونکہ آج اسائمنٹ جمع کروانے کی آخری تاریخ تھی اور ہماری ٹاپر مجال ہے جو آخری تاریخ سے پہلے اسائمنٹ جمع کروا لے۔

وہ روٹین کی طرح تیار ہوئی یونیورسٹی پہنچی کلاس سر لی سر فیصل سے بیستی کروائی مگر جب چھٹیوں کا پتہ لگا تو ہر چیز بھلائے باقی تمام طلباء کی طرح خوشی سے اچھل پڑی۔

"ہائے نی اروبہ ہم آزاد ہو گئے مبارکاں مبارکاں"۔ دونوں سہیلیوں نے ایک دوسرے کو زوردار جھپی دی۔

ایک دم سے موڈ خوشگوار ہو گیا تھا آخری کلاس فری تھی۔ اس نے حسن کی جگہ آج عباد کو کال ملائی اور پھر اسے آنے کا کہہ کر کامن روم میں چلی گئی۔

"اور سنا لڑکی تیرے ہونے والی مجازی خدا نے کوئی کال وغیرہ کی کہ نہیں؟"۔

گل نے منہ بنایا" کہاں یار اوہ تو شاید لڑکیوں سے بھی زیادہ شرماتا ہے۔ حالانکہ شائستہ آپی کے پاس میرا نمبر ہے اور ہماری اچھی خاصی گپ شپ بھی ہوتی ہے۔ یہ نہیں کہ بہن سے زرا نمبر ہی لے لے میرا۔ ہاں ٹھیک کے میرے پاس اس کا نمبر ہے مگر تم ہی بتاؤ میں اچھی تھوڑی لگوں گی اسے بے شرموں کی طرح فون کھڑکاتے ہوئے۔ وہ الگ بات ہے کہ شرم مجھ میں زرا سی بھی نہیں"۔

"چل تو دل نہ سڑا اس گرمی میں اور اب تو کچھ ہی دن رہ گئے ہیں نکاح ہونے میں پھر دیکھنا کیسے کچے دھاگے سے چلے آئیں گے سرکار بندھے" اروبہ نے تسلی دی۔

www.novelsclubb.com

"غالباً آج کل لکھنو کے شعراء کو پڑھ رہی ہو"۔ گل کے استفسار پر اروبہ نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔

"تبھی اتنی سستی شاعری شروع کی ہے" گلؔ کا اگلا فقرہ سن کے اروبہ کی مسکراہٹ سمٹی اور پھر پاس پڑا اسی کار جسٹر اٹھا کے اس کی کمر پے دے مارا جبکہ کچھ کہنے کے برعکس گلؔ کا نقرئی قہقہہ کامن روم میں گونجا۔

"آ جا چل پارکنگ میں چلتے ہیں ورنہ تیری بس پھر تجھے لاوارثوں کی طرح چھوڑ کے چلی جائے گی"۔ گلؔ اسے ساتھ لیے پارکنگ کی طرف بڑھ گئی۔

اور پھر اروبہ کو بس تک چھوڑنے کے بعد اپنی پرانی جگہ پر آکر کھڑی ہو گئی۔ دفعتاً اس کی سوچیں دوبارہ ان تحریروں کی طرف مرکوز ہو گئیں جو کچھ دن سے ملنا بند ہو گئیں تھی اس لیے اس نے بھی اس بارے میں دماغ کھپانا چھوڑ دیا تھا۔ مگر آج پھر شدت سے محسوس ہو رہا تھا کہ کوئی اسے دیکھ رہا ہے تبھی ایک کاغذ پھر سے اس کے قدموں میں گرا۔ گلؔ اپنی سوچوں سے باہر نکلی اور ارد گرد نگاہ دوڑائی۔ پارکنگ والی جگہ پر آج کافی رش تھا چونکہ یونیورسٹی کی چھٹیاں ہو گئیں تھیں اس لیے ہاسٹل میں مقیم طلباء بھی اپنے اپنے گھروں کا رخ کر رہے تھے۔ اسے کچھ سمجھ نہ آئی کہ ایسا کون کر رہا ہے اور کیوں کر رہا ہے۔

اس نے جھک کے کاغذ اٹھایا اور پھر اسے پڑھ کے کھولا حالانکہ لکھ سمجھ نہیں آنی تھیں مگر اسے ان خطوط کی عادت ہو چکی تھی اور آج تو حیرت ہوئی کیونکہ کاغذ پر اس دوسری زبان کے نیچے اردو میں بھی سطر لکھی تھی۔

"روح من"

"تبریک میگم پرنس من"

(مبارک ہو میری شہزادی)

www.novelsclubb.com

"کیا مطلب کس چیز کی مبارک باد دی جا رہی ہے مجھے ؟اور اور رر شہزادی ؟"گل کو ہر بار یہ تحریریں پڑھ کے عجیب سی بے چینی ہوتی تھی وہ سمجھ نہ پائی کہ آخر اس کی وجہ کیا ہے۔

"یا اللہ مجھے اپنی حفظ وامان میں رکھنا۔مانا کے تیری یہ بندی بڑی بد تمیز، منہ پھٹ اور کام چور ہے مگر ہے تو تیری ہی بندی ناں "اور پھر خود پر آیت الکرسی پڑھ کے پھونکی۔

••••••

آج رمضان المبارک کا آخری دن تھا۔رحمتوں اور برکتوں بھرا یہ مہنیہ رخصت ہو رہا تھا۔ وہ چاروں کزنز افطاری کے بعد چھت کی طرف لپکے۔ان کا ارادہ چاند نظر آنے تک چھت پر ہی رہنے کا تھا۔گل اور لائبہ کو تو برتنوں سے جان چھڑوانے کا اچھا موقع مل گیا تھا اس لیے وہ بھی چاند دیکھنے میں پیش پیش تھیں۔آس پاس کے گھروں کے مکین بھی اپنی چھتوں پر موجود تھے۔ہر طرف ہلا گلا تھا۔سب کے چہرے خوشی سے تمتما رہے تھے ایک ایسی خوشی جو کسی انعام کے ملنے پر ہوا کرتی ہے اور بلا شبہ یہ عید بھی تو مسلمانوں کے لیے انعام ہی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔

گلِ جب آسمان کی طرف دیکھ دیکھ کر تھک گئی تو چھت کے وسط میں پڑی اکلوتی چارپائی پر آ کر بیٹھ گئی اور پیر جھلانے لگی۔ لائبہ البتہ کھڑی تھی اور سنیپ چیٹ پر سٹریکس بنانے میں محو تھی۔ عباد اور حسن سامنے گھر والوں کے لڑکوں سے گپ شپ میں مصروف ہو چکے تھے۔ دفعتاً ہی پندرہ منٹ بعد ہر طرف سے شور اٹھا اور چاند رات مبارک کی صدائیں ہر سو گونجنے لگیں۔ لائبہ اور گلِ بھی خوشی سے ایک دوسرے کے گلے لگیں اور آنکھوں ہی آنکھوں میں کوئی اشارہ کر کے اپنے بھائیوں کی جانب بڑھیں اور پھر "چاند رات مبارک پیارے بھیا" کہتے ہوئے ان سے بھی لپٹ گئیں۔

وہ دونوں چونکہ اس ہنگامی صورتحال کے لیے قطعاً تیار نہیں تھے بوکھلا سے گئے۔ گلِ اور لائبہ نے صرف گلے لگانے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنے چھوٹے چھوٹے بھائیوں کو کچھ زیادہ ہی چھوٹا سمجھ کے ان کے اچھے خاصے گال بھی کھینچ ڈالے۔

www.novelsclubb.com

"اے باؤلی ہو گئی ہو کیا تم دونوں" حسن نے اپنے گال سہلاتے ہوئے منہ بنا کر استفسار کیا۔

"باؤلی تو یہ پہلے سے ہی تھیں مگر اب تو اپنے بھائیوں کے گلے ہی پڑ گئیں ہیں"

"کیا ہم معصوموں کو چاندرات ہی دنیا سے بھیجنے کا ارادہ ہے؟"عباد نے بھی اپنا حصہ ڈالا۔

"خدا کی پناہ۔۔۔۔ میرا تو دم گھٹ گیا تھا گلے لگا رہی تھی یا پھانسی دے رہی تھی"حسن کی دھائیاں اب ختم نہیں ہونے والی تھیں۔

"بہت ہی کوئی ناشکرے قسم کے بھائی ہو تم دونوں ہو نہہ "گل نے دونوں کو دھکا دیا۔

www.novelsclubb.com

"اے ے ے اے ے ے اب کیا چھت سے گرانا ہے"عباد نے خود کو اور حسن کو گرنے سے سنبھالا کیونکہ گل کا دھکا کافی مضبوط تھا۔

"اوہو لڑائی چھوڑو تم لوگ۔۔۔۔ چلو مراد بھائی سے کہتے ہیں ہمیں باہر لے چلیں۔ایسے تو ابو جی نے ہمیں گاڑی نہیں دینی اس لیے بڑے بھائی صاحب کو منانے کے منصوبے بناؤ نہ کہ لڑائی میں وقت ضائع کرو" لائبہ نے تجویز دی جوان تینوں کو ہی پسند آئی اور پھر وہ سب باری باری کرتے نیچے کی جانب جانے لگے۔

گلِ ابھی چھت کے دروازے کے پاس پہنچی ہی تھی کہ ہاتھ میں پکڑے اس کے موبائل پر میسج کی مخصوص ٹیون بجی۔ گلِ نے ایک سرسری نظر موبائل پر ڈالی مگر یہ دیکھ کے حیراں ہی رہ گی کہ آنے والا میسج یوشع کا تھا جسکا نمبر وہ پہلے ہی سیو کر چکی تھی۔اس نے جلدی سے موبائل کھول کے میسج چیک کیا جہاں "چاندرات مبارک میرے چاند" کا میسج جگمگا رہا تھا۔ گلِ کا دل خوشگوار انداز میں دھڑکا اور اس مسکراہٹ نے اس کے لبوں کا احاطہ کیا۔ وہ یونہی یوشع کے میسج میں کھوئی رہتی اگر لائبہ اسے نیچے آنے کا نہ بولتی۔لائبہ کو اچھا آ رہی ہوں کہہ کر وہ یوشع کو جواب لکھنے لگی مگر اسے سمجھ نہ آئی کہ کس طرح کا جواب لکھے۔ کچھ سیکنڈ وہ ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب سوچنے لگی اور پھر "آپ کو بھی مبارک ہو" لکھ کر میسج سینڈ کر دیا۔

www.novelsclubb.com

نیچے آکر وہ مراد بھائی کی تاک میں لگ گئے اور پھر جلد ہی وہ انہیں لاونج میں ٹی۔وی دیکھتے ہوئے نظر آئے۔وہ چاروں مراد بھائی کے سر پر پہنچے اور انہیں بلانے لگے۔

"مراد بھائی میرے پیارے بھائی کیا کر رہے ہیں؟"شروعات گل رخ نے کی۔

"بھائی آپ جانتے ہیں میں آپ سے کتنی محبت کرتی ہوں؟"لائبہ ان کے پاس بیٹھتے ہوئے بولی جبکہ مراد نے ان دونوں کی باتوں پر آبرو اچکا کر انہیں دیکھا مگر کوئی جواب نہ دیا۔

www.novelsclubb.com

"مرادے چل یار باہر آؤٹنگ پر چلتے ہیں"عباد تو کچھ زیادہ ہی فری ہو گیا۔

"ہاں ناں چلیں سب جاتے ہیں بہت مزہ آئے گا واپسی پر چچا چھکن کے یہاں سے مٹن کڑاہی بھی کھالیں گے "حسن کہاں پیچھے رہنے والا تھا۔"پلیززززز" چاروں چہرے پر مسکینی طاری کرتے بولے۔

مرادان سب پر ایک گہری نظر ڈالی اور پھر کچھ وقفے بعد گویا ہوئے "ٹھیک ہے چلو۔۔۔تم لوگ بھی کیا یاد رکھو گے کہ کیسے سخی بھائی سے پالا پڑا ہے" وہ مسکرائے۔

"یاہووووواب آئے گا مزہ" گل چہکی۔

"یو آر دی بیسٹ برو" عباد نے اپنے بڑے بھائی کو جھپی دے ڈالی۔

www.novelsclubb.com

"اچھا ڈرامے بند کرو اور جا کر جلدی سے تیار ہو جاؤ صرف پندرہ منٹ ہیں تم سب کے پاس۔۔۔اینڈ یور ٹائم سٹارٹس ناؤ" مرادنے گھڑی پر نگاہ ڈالتے ہوئے ان سب کو اپنی بات سے آگاہ کیا اور پھر وہ سب گرتے پڑتے اپنے اپنے کمروں کی طرف بھاگے۔

مرادان کی تیزی دیکھ کر ہنس پڑا اور پھر خود بھی دادی اور ابو کو اطلاع دینے آگے بڑھ گیا۔

گاڑی بازار کی طرف رواں دواں تھی کیونکہ گلِ اور لائبہ نے فرمائش کی تھی کہ انہیں اپنے کپڑوں کے ساتھ میچنگ چوڑیاں خریدنی ہیں ساتھ ہی دونوں کو مہندی بھی لگوانی تھی۔ حسن کے استفسار کرنے پر کہ "پہلے کیوں نہیں خریدی" پر انہوں نے جواب دیا کہ چاند رات پر اچھی اچھی چوڑیاں ملتی ہیں ہر رنگ کی۔ بازار پہنچ کر مراد نے ایک گوشے پر گاڑی روکی اور وہ سب گاڑی سے اتر گئے۔ کافی چہل پہل تھی اور ہر دوکان گاہکوں سے بھری پڑی تھی۔ عباد اور حسن تو ایک جانب گھومنے نکل پڑے جبکہ مراد لائبہ اور گلِ کو لیے چوڑیوں کے سٹال کی جانب بڑھا۔ چوڑیاں دیکھ کے وہ دونوں کافی ایکسائٹڈ ہو گئیں تھیں۔ مراد نے اپنی بہنوں کو خوش دیکھا تو دل ہی دل میں ان کے اچھے نصیبوں اور دائمی خوشیوں کی دعا کی۔ سنجیدہ سے مراد کو محبت ظاہر کرنی نہیں آتی تھی مگر لائبہ اور گلِ اسے بچپن سے ہی عباد اور حسن سے زیادہ عزیز تھیں۔

www.novelsclubb.com

چوڑیوں کے بعد وہ مہندی سٹالز کی جانب بڑھیں جہاں پر لڑکیوں کا بے پناہ ہجوم تھا اور ہر کوئی اپنی اپنی پسند کا ڈیزائن لگوا رہا تھا۔ جب گلِ مہندی لگوانے بیٹھی تو لائبہ نے اسے کہا کہ چھوٹی سی ٹکی بنا لے اور انگلیوں پر تھوڑا سا ڈیزائن بنوا لے تاکہ نکاح کے لیے پھر سہی سے

مہندی لگوا سکے۔ اگر ابھی ہی ہاتھ بھر کر لگا لی تو وہ پرسوں تک ہلکی ہو جائے گی۔ گل اِس کی بات پر عمل کر کے ہلکا سا ڈیزائن لگوا کے پیچھے ہٹ گی اُور پھر لائبہ کا انتظار کرنے لگی۔

مہندی وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد وہ لوگ اپنی گاڑی کی جانب آئے مراد نے فون کر کے عباد اور حسن کو بھی بلوالیا تھا۔اب انکا رخ چچا چھکن کے ڈھابے کی جانب تھا کیونکہ آج افطاری سب نے ہلکی پھلکی کی تھی اور اب بھوک بھوک کی رٹ لگا رہے تھے۔

ڈھابے پر بھی آج اچھی خاصی رونق تھی۔ان لوگوں نے نسبتاً ایک سائیڈ والی جگہ کا انتخاب کیا اور پھر چارپائی پر چڑھ کر بیٹھ گئے۔سب نے اپنی اپنی پسند نوٹ کروائی بمع سلاد ورائتہ کیونکہ اس کے بغیر گل کا گزارہ ناممکن تھا اور پھر انتظار کرنے لگے۔

حسن نے موبائل آن کر کے ڈھیر ساری گروپ سیلفیز لیں اور پھر لائبہ کے کہنے پر ایک فیملی گروپ میں بھیج دی تا کہ ”Siblings squad“ تصویر اس کیپشن کے ساتھ" باقی کزنز کو جلا سکیں۔

کافی خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا گیا اور پھر وہ خوشی خوشی گھر کی جانب رواں دواں ہو گئے۔

......

"عید مبارک یوشع کی شہزادی"

گلِ رخ سنگھار میز کے سامنے کھڑی کانوں میں ٹاپس پہن رہی تھی جب میسج کی مخصوص ٹیون بجی اور پھر موبائل چیک کرنے پر اس کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔ کالے رنگ کی ٹخنوں تک آتی فراک اور ہم رنگ دوپٹہ پہنے کلائیوں میں کالی چوڑیاں پہنے اور بالوں کو کھولے ہلکے سے میک آپ میں گلِ رخ پیاری سی گڑیا لگ رہی تھی۔ میسج کا جواب دینے بعد اس نے موبائل تپائی پر رکھا اور شیشے میں اپنا جائزہ لینے لگی جب کچھ یاد آنے پر دوبارہ سے موبائل اٹھایا اور یوشع کو لال دل بھیج دیا۔

لائبہ بھی تیار ہو چکی تھی۔ ہلکے گلابی رنگ کی گھٹنوں تک آتی فراک اور چوڑی دار پاجامہ پہنے ساتھ گلابی ہی میچنگ چوڑیاں پہنے وہ بھی پیاری لگ رہی تھی۔ ایک دوسرے سے

ملنے اور عید کی مبارک باد دے کر وہ ایک ساتھ نیچے کی جانب بڑھ گئیں جہاں گھر کے مرد عید گاہ سے آچکے تھے اور اب بیٹھے شیر خورمے سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

اور پھر جیسا کے ہر گھروں میں ہوتا ہے کہ مبارک باد دی گئی، عیدی لی گئی، عید مبارک سٹیٹس دیے گئے اور ڈھیر ساری تصویریں کھینچی گئیں۔

گھنٹے ڈیڑھ بعد لائبہ اور گلِ دونوں کے سسرال والوں کی آمد ہوئی اور اسی طرح سے ہنستے کھیلتے عید کا پہلا دن گزر گیا۔

آج عید کا دوسرا دن تھا ساتھ ہی ہماری گلِ رخ اور یوشع کا نکاح بھی۔ صبح سے ہی گھر میں گہما گہمی تھی۔ گلِ کے ننھیال والے سارے کزنز بھی پہنچ چکے تھے اور اب سب ادھر اُدھر بھاگ دوڑ کر رہے تھے۔ عباد اور حسن لاونج کی ڈیکوریشن کروا رہے تھے۔ سفید اور پیچ کلر کی تھیم رکھی گئی تھی۔ پورا لاونج پھولوں سے بھرا پڑا تھا۔ حسن خاص طور پر یوشع اور گلِ کے بیٹھنے کے لیے پھولوں سے بھرا جھولا تیار کروا رہا تھا۔ آخر کو گلِ جتنی بھی بد تمیز اور منہ پھٹ تھی، تھی تو اس کی بڑی بہن ہی جس سے وہ سب سے زیادہ پیار کرتا تھا

مگر یہ پیار ہمیشہ لڑائی اور تنگ کرنے کی صورت میں ہی باہر نکلتا۔ حسن اور گلِ کی بڑی بہن شاہ بانو ملک سے باہر مقیم تھی اور اسی وجہ سے وہ صبح سے ایک ایک جو وڈیو کال کر کے انکا سر کھا رہی تھی۔ حسن نے تو تنگ آ کر اس کی کال اٹھانا ہی چھوڑ دی جبکہ باقی کوئی ایسا نہ کر سکا۔

مراد بھائی کے ذمے چونکہ کھانے وغیرہ کا انتظام کرنا تھا اس لیے وہ فلحال گھر سے باہر تھے۔ غرض کے ہر کوئی اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھا۔ ایک لائبہ تھی جو گلِ کے ساتھ ساتھ تھی۔ ابھی وہ اور اروبہ گلِ کے ساتھ پارلر گئی تھیں۔

اور پھر وہ گھڑی آ پہنچی جس کا انتظار یوشع کو نہ جانے کب سے تھا۔ سب گواہوں کی موجودگی میں اس نے گلِ رخ کو اپنی شریکِ حیات اپنا محرم بنالیا۔ ہر طرف سے مبارک باد کا شور اٹھا، چھوارے بانٹے گئے، دعائیں دی گئیں اور پھر حسن فوٹو گرافر نے فوٹو گرافی کے فرائض سر انجام دیے۔

گلِ رخ نے سفید گھیر دار فراک پہنے رکھی تھی جس پر شیشے کا کام کیا گیا تھا سلیقے سے بال بنائے اور دوپٹہ اوڑھے ہاتھوں میں سرخ پھولوں کے گجرے پہنے اور پھولوں والے

www.novelsclubb.com

جھولے پر یوشع کے ہمراہ بیٹھے وہ بھی کوئی نازک پھول ہی معلوم ہو رہی تھی جبکہ یوشع بھی سفید کلف شدہ کپڑے اور گولڈن واسکٹ پہنے کافی ہینڈ سم لگ رہا تھا۔دادی اور روبینہ تو ان کی بلائیں لیے نہیں تھک رہی تھیں۔جبکہ نگینہ بیگم نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے اپنی بیٹی کو دیکھ رہی تھیں جو آج انہیں پرائی پرائی سی معلوم ہو رہی تھی حالانکہ رخصتی میں ابھی ایک سال پڑا تھا مگر آخر کو وہ بھی تو ایک ماں ہی تھیں ناں کہاں سوچا تھا کہ انکی یہ چھوٹی سی اتنی جلدی بڑی ہو جائے گی۔تائی نے آگے بڑھ کر انہیں اپنے قریب کیا اور تسلی دی۔

عباد موبائل پکڑے شاہ بانو کو ایک ایک بندہ دکھا رہا تھا ساتھ ہی سب سے کو موبائل کی طرف دیکھ کے ہاتھ ہلانے کا بھی کہہ رہا تھا۔شاہ بانو اپنے ایک سالہ بیٹے کو تھامے اور ہاتھ میں ٹشو پکڑے کبھی روتے تو کبھی ہنستے ہوئے سب کو دیکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

یوشع کے بلانے پر لائبہ ان کے قریب آئے اور پھر اس کے کچھ کہنے پر سر ہلاتی ہوئی دادی کی طرف متوجہ ہوئی جو سب کو کھانے کے لیے بلا رہی تھی۔

"دادی میں یوشع اور گلِ کو زرا کمرے میں کے جاتی ہوں کچھ دیر ریسٹ کر لیں گے ویسے بھی مہمان تو کھانے کے لیے جا رہے ہیں" دادی نے سر ہلا کر اجازت دی اور پھر وہ ان دونوں کو لیے اوپر کی جانب بڑھ گئی یوشع کے کہنے پر لائبہ انہیں چھت پر لے گئی اور پھر گلِ کو کہنی پر ٹھوکا دیا جس سے وہ یوشع کے قریب ہو گئی اور لائبہ ہنستے ہوئے باہر نکل گئی۔

چھت کی کھلی فضا بہت بھلی معلوم ہو رہی تھی۔ پورا آسمان تاروں سے چمک رہا تھا اور ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی۔ یوشع نے ایک نظر سر اٹھا کے آسمان کو دیکھا اور پھر مسکراتے ہوئے گلِ کا ہاتھ تھام لیا۔ وہ جو سر جھکائے کھڑی تھی نگاہ اٹھا کر یوشع کو دیکھا جس کی آنکھوں میں اسے محبت ہی محبت نظر آئی۔

www.novelsclubb.com

"روح من"

"عشقم یارم"

(میں تم سے محبت کرتا ہوں)

یوشع ایک جذب سے بولا جبکہ گلؔ اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے اسے حیرت اور نا سمجھی سے دیکھنے لگی۔"روح من" وہ بڑبڑائی اسے وہ تحریریں یاد آ گئی۔ وہ اس کی حیرانگی کی وجہ جان چکا تھا۔

"ایسے تو نہ دیکھو دل کو کچھ ہوتا ہے" یوشع شرارت سے بولا۔ گلؔ سٹپٹائی اور پھر پوچھنے لگی "آپ نے کون سی زبان بولی؟" یوشع ہنس پڑا۔

"تو کیا وہ خط آپ بھیجا کرتے تھے؟؟" گلؔ نے ایک اور سول پوچھا۔ یوشع یونہی اس کا ہاتھ تھامے مسکراتے ہوئے اسے دیکھتا رہا۔

www.novelsclubb.com

"اوہ مائی گاڈ" گلؔ نے منہ پر ہاتھ رکھا اور پھر ایک تھپڑ اس کے بازو پہ رسید کیا۔

"آپ ڈراتے تھے مجھے۔۔۔ اور میں سمجھی پتہ نہیں کون سا جن میرے پیچھے پڑ گیا ہے۔۔۔ بتا نہیں سکتے تھے مجھے کیا۔۔۔ اللہ اللہ میں بھی کتنی پاگل تھی" وہ شروع ہوئی تو پھر نان سٹاپ بولتی ہے گئی۔

"ششش لڑکی کیا ہو گیا ہے" یوشع نے ہنستے ہوئے اسے چپ کروایا اور پھر بولنے لگا" جانتی ہو دو ماہ پہلے تمھیں دیکھا تھا تمھاری یونیورسٹی میں جب تم کینٹین والے سے لڑ رہی تھی میں وہاں کسی کام سے گیا تھا جب تم مجھے نظر آئی اور بس تب سی ہی یہاں (اس نے اپنے دل کی طرف اشارہ کیا) بس رہی ہو۔

"روح من" وہ پیار سے بولا۔

"یہ کوئی جناتی زبان نہیں بلکہ فارسی سے۔ فارسی جو محبت کی زبان ہے۔ فارسی جو مجھے تمھاری طرح پیاری ہے۔ تبھی میں ہر تحریر فارسی میں ہی لکھتا تھا"۔

گلِ اسے دم بخود ہو کے سنتی رہی اور پھر اس کے خاموش ہونے پر یوشع کے قریب ہوئی اور کچھ بھی کہے بغیر اس نے کندھے پر سر ٹکا دیا۔ یوشع مسکرا دیا صرف وہ ہی نہیں آسمان پر چمکتے ستارے اور دور کہیں بارک سا چاند بھی ان کے ملن پر جگمگا دیا۔

ختم شد